ہم کسی کا خواب تھے

نازیہ کنول نازی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوبصورت لفظوں کی جنوں خیز

تخلیق کارہ نازیہ کنول نازی

عقل وفراست ہر شخص رکھتا ہے۔ان سے کام لینا ہر شخص نہیں جانتا۔سنجیدہ غوروفکر اور تامل تدبر کے حامل کسی شخص پر لکھنے سے پہلے ذخیرہ الفاظ کا وسیع ہونا انتہائی ضرور ہے۔ آج اپنی کم علمی کا احساس اور بھی زیادہ ہورہا ہے۔میں تذبذب میں پڑ گیا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے ایک پسماندہ علاقے میں رہنے والی ادبی دنیا کے روشن ستارہ کی شخصیت پر کن الفاظ سے حرفِ توصیف لکھوں۔ ان کی شخصیت کا مکمل طور پر احاطہ کرنے سے الفاظ قاصر دکھائی دے رہے ہیں۔

کسی بھی عظیم شخصیت پر لکھنا مشکل کام ہے، اور اس سے بڑھ کر الجھن یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی ذات کے کس پہلو پر لکھا جائے۔ ان کے اخلاق کو متاثر کن کہا جائے۔ کردار کو مثالی لکھا جائے ان کے علم وادب کو معیار بنا کر دوسروں سے ممتاز قرار دیا جائے۔ جب ہر خوبی ایک سے بڑھ کر ایک ہو تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ یہ لکھا جائے وہ ہر لحاظ سے مکمل و سحرانگیز اور متاثر کن ہے۔

اسی طرح نازیہ کنول نازی صاحبہ کی تحریروں کو پڑھ کر فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے کہ اسے اچھی شاعرہ کہا جائے۔ ناول نگار کہا جائے یا اچھی نثر نگار۔

میرے نزدیک ان کو کسی ایک نام سے موسوم کرنا انتہائی زیادتی ہو گی۔ بلاشبہ وہ بیک وقت اچھی شاعرہ، ناول نگار اور نثر نگار ہیں۔ بہت کم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ایسی خوبیوں سے نوازا ہے!

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نازی کا ناول پڑھا جائے تو آخری لفظ تک وہ قاری کو اپنے حصار سے نکلنے نہیں دیتا۔ ان کی شاعری کو پڑھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ الفاظ کے برمحل استعمال پر اسے مکمل دسترس حاصل ہے۔ سادہ لفظوں میں لطیف جذبوں کے اظہار کا ملکہ بھی صرف اسی کے حصہ میں آیا دکھائی دیتا ہے۔ نثر نگاری میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ فطرت نے اتنی خوبیاں ان کی ذات میں یکجا کر دی ہیں کہ وہ بولتی جاتی ہیں اور ادب تخلیق ہوتا جاتا ہے۔

ادب ۔۔ بے ادب اور حد ادب اگر کوئی سیکھنا چاہے
الفاظ کی اداؤں کو جانچنا چاہے
حرفوں کے تال میل کو پرکھنا چاہے۔

زندہ لفظوں کو چہار سُو رقصاں محسوس کرنا چاہے وزن اور بندش۔ قطعات پر گرفت، موضوع کا حُسن، ترتیب و ترکیب، واقعات کی جادونگری جس میں کردار زندہ باہم گفت وشنید کرتے نظر آئیں تو ''نازیہ عرف نازی'' کی تحریروں کو اپنے شوق کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھے؟

کون کہتا کہ جادو سر چڑھ کر نہیں بولتا۔ کس کا دعویٰ ہے کہ تحریریں ٹیلی پیتھی کی مانند انسانی نفسیات کو متاثر نہیں کرتی دکھ رُلاتے نہیں۔ خوشیاں ہنساتی نہیں طنز و مزاح انسانی روح کی بالیدگی کو مُصفّہ نہیں کرتے۔ نازی کا یہ ناول زندگی کا احساس ہے یادگار ہے! اور یقین جانیے۔

ہم نے کبھی غور سے لفظوں، حرفوں اور فکروں کو تماشا کرتے توجہ سے دیکھا ہی نہیں؟
اور جس نے ان کی حرکات وسکنات پر توجہ دی۔ وہی مفکر، مدبر، محقق اور مبصر کہلایا۔
جادوگری کے ان تمام رموز پر الفاظ وحروف کی تماشاگری کو جب ''نازیہ کنول نازی'' کی تحریروں میں دیکھتے ہیں تو اچانک احساس ہوتا ہے کہ الفاظ کے اس پُتلی تماشا کھیل کی تاروں پر نہ صرف ادیبہ کو دسترس حاصل ہے بلکہ ناقابل یقین حد تک قوی گرفت ہے جو کرداروں کو لحہ بہ لحہ دوڑائے لیے جاتی ہیں۔ دلی دعا ہے۔ کہ یہ کھیل یونہی جاری رہے، اور انداز گل افشانی گفتار مثالی رہے۔

گلزار احمد صابر
ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر ہارون آباد
ضلع بھاولنگر

''ہم کسی کا خواب تھے''

بے رخی میں آپ جب بیگانہ پن تک آ گئے
آج ہم بھی جرأت ِ جرم ِ سخن تک آ گئے

جب رات کے تنہا لمحوں میں
کوئی آہٹ مجھ سے کہتی ہے
اس دل میں ہلچل رہتی ہے
کوئی جگنو پاس سے گزرے تو
کوئی بات حلق سے نکلے تو
میں خود سے الجھ سا جاتا ہوں
پھر جانے کیا کیا کہتا ہوں
پھر یاد تمہاری آتی ہے
پھر پل دو پل کے لمحے کو یہ سانس میری رک جاتی ہے
اک شعلہ دل میں بھڑکتا ہے
وہ درد سحر تک جاتا ہے
پھر وہم مجھے یہ کہتا ہے
کوئی میرے دل میں رہتا ہے

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کھڑکی سے باہر چھاجوں مینہ برس رہا تھا۔مگر وہ گم سم سا، بے نیاز کھڑا، شدید سردی کے باوجود ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں کو اپنے وجود پر برداشت کر رہا تھا۔

بنا کسی گرم شال کے بھی، خنکی کا احساس اسے کپکپانے پر مجبور نہیں کر رہا تھا۔

سرخ آنکھوں میں کرب کی لہریں، سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کی مانند ہلچل مچا رہی تھیں۔

ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں اس کا دلکش سراپا اور بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔

اس لمحے جانے کون کون سی سوچیں اور پچھتاوے ذہن پر کوڑے کی مانند برس رہے تھے، مگر وہ ٹوٹ کر رونے کی خواہش کے باوجود جیسے پتھر بنا کھڑا تھا۔

''عازی...... میں بہت تکلیف میں ہوں۔''

قریب ہی کہیں، آنسوؤں میں بھیگی سرگوشی ابھری تھی اور وہ چونک کر پلٹا تھا۔مگر......

وہاں کمرے میں اس وقت، خود اس کے وجود کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

تبھی شکستہ انداز میں کھڑکی کے پٹ بند کر کے وہ بیڈ پر آ بیٹھا تھا۔ اگلے ہی پل اس کی انگلیاں ''احمد ولاج'' کا لائین نمبر پریس کر رہی تھیں۔

''ہیلو......''

دو تین بیلز کے بعد اس کی کال پک ہوگئی تھی۔ دوسری طرف یقیناً رطابہ نے فون اٹھایا تھا۔

''السلام علیکم...... کیسے ہیں آپ......؟''

''میں ٹھیک ہوں، ثمرہ کیسی ہے......!''

اس کے لہجے میں گہرا اضطراب و بے قراری تھی۔ رطابہ نے بے ساختہ گہری سانس بھری تھی۔

''اب تو ٹھیک ہے، بخار نہیں ٹوٹ رہا اس کا......''

''کیوں چیک اپ اچھی طرح نہیں ہو رہا ہے کیا......؟''

''ہو رہا ہے، مگر وہ خود ٹھیک ہونا نہیں چاہتی، بے حد لاپروائی برتتی ہے، دوا وقت پر نہیں لیتی، آپ سمجھاتے کیوں نہیں اسے۔''

''سمجھاؤں گا......''

رطابہ کے کہنے پر بہت آہستہ سے کہتے ہوئے اس نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔

کیا تھی ''ثمرہ بخاری'' اس کے لیے......؟

اس کی زندگی، اس کی سانس یا پھر اس کی محبت......؟

وہ اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا، مگر سوچ رہا تھا۔ کتنی عجیب بات تھی کہ جو لڑکی دھڑکن کا روپ لے کر اس کے سینے میں دھڑکتی تھی، اسی لڑکی کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھیرنے میں وہ ہمیشہ ناکام رہا تھا۔ اسے یاد آ رہا تھا بچپن میں وہ دونوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر کتنا لڑتے تھے۔

وہ غصے ہو کر اگر اس کے بال کھینچتا تھا تو ثمرہ مشتعل ہو کر اپنے دانت، اس کے بازو میں گاڑ دیا کرتی تھی، کبھی کبھی وہ اتنی شدت سے بازو کاٹتی تھی کہ اس پر زخم بن جاتا تھا۔ اب بھی اس کے دائیں بازو پر اس کے دانتوں کے نشان زخم کی صورت رقم تھے۔

گو وقت کے ساتھ ساتھ ان زخموں پر کھرنڈ آ گیا تھا، مگر یہ اب بھی اس کی روح میں رستے محسوس ہوتے تھے۔ کے جی سے لیکر میٹرک تک ان دونوں نے ایک ہی انگلش سکول میں تعلیمی مدارج طے کئے تھے۔ اوزان اس سے ایک سال سنئیر تھا، مگر پڑھائی میں وہ اس سے کہیں زیادہ تیز تھی۔

ہر سال وہ فسٹ پوزیشن لے کر پاس ہوتی تھی جبکہ اوزان سیکنڈ یا تھرڈ نمبر پر آتا تھا۔ اور اپنی اس جیت پر ثمرہ بخاری کا خوبصورت چہرہ جنت حسین رنگوں کے حصار میں گھر جاتا تھا، وہ رنگ واقعی دیکھنے لائق ہوتے تھے۔

ثمرہ سے لاکھ عداوتوں اور دشمنی کے باوجود وہ سکول میں اس کا خیال ایسے ہی رکھتا تھا، جیسے وہ کوئی ننھی سی کانچ کی گڑیا ہو۔ کبھی کسی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ ثمرہ کی لڑائی ہو جاتی، اور وہ رو کر اس سے شکایت کرنے آتی تو اوزان ایک لمحے میں ہیرو بن کر اسے تکلیف پہنچانے والے بچے کو پیٹ کر رکھ دیتا تھا۔

بچپن بہت اچھا گزرا۔

وہ لوگ سکول سے فارغ ہوئے تو گھر والوں نے دونوں کو الگ الگ کالجز میں ایڈمیشن دلا دیا۔ ثمرہ کو یہ قبول نہیں تھا، لہٰذا اس نے رو رو کر آنکھیں سوجھا لیں کہ پڑھنا ہے تو اوزان کے ساتھ پڑھنا ہے، وگرنہ نہیں پڑھنا۔ اوزان کے لیے اس کی یہ ضد خاصی حیرانگی کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

باعث بنی تھی۔ کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد تھے۔ دن میں دس بار لڑائی ہوتی تھی، پھر یہ لگاؤ......؟ وہ واقعی بہت حیران ہوا تھا۔ اور اپنی اسی حیرانگی کو دور کرنے کے لیے اس نے ثمرہ سے جب اس کی اس ضد کی وجہ پوچھی تو اس نے بڑے دکھی لہجے میں اسے بتایا تھا۔

"عازی، تمہارے بغیر کالج میں میرا دل نہیں لگے گا۔"

وہ دیکھ سکتا تھا کہ ثمرہ اس کے سوال پر بے حد پریشان ہوئی تھی۔

میں کسی اور سے شادی نہیں کراؤں گی، نہ ہی اس گھر سے کہیں دور جاؤں گی، تم...... تم مجھ سے شادی کر لینا۔"

اس کی معصومیت پر صرف ایک لمحے کی سنجیدگی کے بعد وہ پھر سے ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"معاف کرو بی بی، میں ساری عمر کے لیے یہ بلا اپنے گلے ڈالنے سے باز آیا۔"

"مرو تم، میں بلا ہوں......؟"

وہ روہانسی ہوئی تھی، جب وہ اس کے حال کا مزہ لیتے ہوئے بولا۔

"اور نہیں تو کیا، پوری چڑیل ہو، جنگلی بلی ہو......"

"تم خود ہو گے جنگلی بلے، میں نہیں پڑھتی تمہارے ساتھ، نہ ہی شادی کروں گی، تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ میرے جیسی پیاری لڑکی تمہارے ساتھ رہے، خبردار جو آج کے بعد مجھ سے بات کی تو......"

ہمیشہ کی طرح وہ ہنسا تھا اور ثمرہ ناراضگی کے اظہار کے طور پر اپنی سرخ ناک رگڑتی، کمرے سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

اس نے خالی خالی سی ایک نگاہ بڑی حسرت سے اپنے ہاتھوں کی شفاف ہتھیلیوں پر ڈالی تھی، پھر بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر پلکیں موند لیں۔

ثمرہ نے اس سے ناراضگی کے بعد نہ صرف علیحدہ کالج میں چپ چاپ ایڈمیشن لے لیا، بلکہ اس سے بات چیت کرنا بھی ترک کر دی۔ اوزان جانتا تھا وہ اس سے زیادہ دن ناراض نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا بڑے مزے سے بے نیاز بنا اس کا دل جلاتا رہتا تھا۔

وہ چونکہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا، لہٰذا تھوڑا بگڑا ہوا تھا، جبکہ ثمرہ جو اس کی چچا زاد تھی، تین بہنیں تھیں۔ ثمرہ سے بڑی عائشہ آپی کی شادی کچھ ہی عرصے قبل ہوئی تھی۔ ثمرہ ان سے چھوٹی تھی اور اس سے چھوٹی رطابہ تھی جس کے ساتھ اوزان بے حد فری تھا۔

وہ بھی ثمرہ کی بجائے ہمیشہ اوزان کی سائیڈ لیتی تھی اور خود کو اسی کی سگی بہن مانتی تھی۔ ثمرہ اور اوزان کے والد اگر آپس میں بھائی بھائی تھے تو ان کی مائیں بھی آپس میں اکلوتی بہنیں تھیں، یوں ان کے گھر کا امن وسکون قائم تھا اور سب مل جل کر بڑے پیار سے رہتے تھے۔

ثمرہ کے بارے میں اوزان کا اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا تھا۔ وہ اس سے زیادہ دن ناراض نہیں رہ سکی تھی۔ اس روز وہ گیم سے واپس آیا تو ثمرہ نے خود ہی اسے مخاطب کر لیا۔

"عازی......"

وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بے نیازی سے پلٹا تھا۔

"ہاں کہو......؟"

"ناول منگوانا تھا تم سے، لا دو گے......؟"

"نہیں......"

مزے سے کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا، جب وہ اس کے پیچھے لپکی۔

"کیوں......؟"

"آپ بھول رہی ہیں میڈم کہ مجھ سے آپ کی ناراضگی چل رہی ہے اور آپ نے خود مجھے بات نہ کرنے کا حکم سنایا تھا۔"

"بکواس بند کرو، وہ سب میں نے غصے میں کہا تھا۔"

"اچھا اور جو پچھلے ایک ہفتے سے میرے سارے کام کرنے ترک کیے ہوئے ہیں، وہ سب کیا تھا؟"

"پتا نہیں کیا تھا......"

وہ پھر چڑی تھی۔ اوزان نے اسے مزید تنگ کیا۔

"او کے، جب پتا لگ جائے تو آ کر مجھ سے بات کر لینا......"

شان بے نیازی سے کہہ کر وہ اپنے کمرے میں بند ہو گیا تو پیچھے ثمرہ غصے سے پاؤں پٹختی رہ گئی۔

اگلے چند روز پھر ناراضگی کی نذر ہو گئے تھے۔

ثمرہ نے دوبارہ اسے مخاطب کرنے یا منانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی اور اسی چیز نے اسے سلگایا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس روز وہ لاؤنج میں بیٹھا چائے پیتے ہوئے ٹی وی دیکھ رہا تھا، جب اس نے رطابہ کو ثمرہ سے کہتے سنا۔ ''تمہارا فون ہے، جاؤ جا کر بات کر لو اپنے مجنوں سے......''

وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے چونکا تھا۔

''مجھے نہیں کرنی اس ذلیل سے بات، خود ہی منہ توڑ آتی اس کا......''

وہ از حد پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ رطابہ نے اس کی وہاں موجودگی کو دھیان میں رکھتے ہوئے اپنا لہجہ خاصا دھیما رکھا تھا۔

''کم آن ثمرہ، وہ بہت اصرار کر رہا ہے، تم خود ہی اپنی زبان میں سمجھا دو، وہ ایسے باز آنے والا نہیں ہے......''

''کون ہے وہ......؟''

بات اس کی سماعتوں تک پہنچ گئی تھی، تبھی اس نے بارعب لہجے میں پوچھا تو دونوں کنفیوژ ہو گئیں۔ اوزان ایک سنجیدہ گہری نگاہ ان دونوں کے چہرے پر ڈالنے کے بعد فون سننے کے لیے اٹھ گیا۔ مگر تب تک دوسری طرف سے لائن کٹ چکی تھی۔ اس نے رسیور اٹھا کر کریڈل پر ڈالا اور چند منٹ تک دوبارہ کال آنے کا ویٹ کرتا رہا، مگر کال نہیں آئی، تب وہ واپس ان دونوں کے قریب آیا تھا۔

''کس کا فون تھا......؟''

اس بار اس کے سنجیدہ لہجے میں خاصا رعب تھا، تبھی رطابہ نے سر جھکا کر دھیمے لہجے میں بتایا تھا۔

''پتا نہیں بھائی، کوئی رانگ کالر ہے، آپی سے بات کرنے کے لیے اصرار کرتا ہے۔''

رطابہ کے بتانے پر اس کی سلگتی نگاہوں نے فوراً ثمرہ کے چہرے کا طواف کیا تھا۔

''کیسے جانتا ہے وہ تمہیں......؟''

استحقاق ایسا تھا گویا اس کے جسم و جان کا مالک ہو۔ ثمرہ کچھ لمحوں کے لیے واقعی کنفیوز ہو گئی تھی۔ تبھی سر اٹھا کر سرسری سی نگاہ اس کے سپاٹ چہرے پر ڈالتے ہوئے بولی۔

''میری فرینڈ مزنی کا بھائی ہے، ایک روز کالج سے واپسی پر، اس کی مما کی عیادت کرنے میں اس کے ساتھ اس کے گھر گئی تھی، وہیں دیکھا تھا اس نے مجھے، بعد میں میری فرینڈ سے نمبر لے کر یہاں کال کرنے لگا۔''

وہ اس کی وضاحت پر کچھ بھی بولے بغیر جانے کیا سوچتا ہوا واپس پلٹ گیا تھا۔

اگلے روز اس کی فرینڈ کے بھائی کی کال نہیں آئی۔

اوزان نے اس سے ناراضگی کے باوجود اسے روزانہ کالج چھوڑنے اور کالج سے لانے کی ذمہ داری سنبھال لی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ثمرہ کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ مزنی سے کلام نہ کرے نہ ہی آئندہ کسی دوست کے ساتھ اس کے گھر جائے۔

یہی وہ وقت تھا جب اچانک اوزان کی محبت نے اس کے دل میں انگڑائی لی تھی۔

اسے مطلق خبر نہ ہو سکی کہ ایک دم سے وہ اسے اس قدر اچھا کیوں لگنے لگا تھا۔

پہلے وہ اس کے رعب جمانے پر چڑتی تھی، مگر اب اس کا غصہ کرنا، جیلس ہونا، حق جتانا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔

ان دنوں وہ بہت خوش رہا کرتی تھی۔ جان بوجھ کر اوزان کو تنگ کرتی۔

اس روز وہ ابھی یونیورسٹی سے واپس لوٹا تھا، جب وہ اس کی راہ روک کر کھڑی ہو گئی۔

''آج یونیورسٹی سے شروع کے پیریڈ بنک کر کے کس کے ساتھ گئے تھے؟''

بڑے رعب سے اسے گھورتے ہوئے، دونوں ہاتھ کمر پر جما کر اس نے پوچھا تو اوزان محض دیکھ کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ نہ رہ کر بھی وہ اس کے پل پل کی کتنی خبر رکھتی تھی۔

''کہیں نہیں گیا تھا، ماریہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، اسے گھر ڈراپ کرنے گیا تھا۔''

چڑ کر وضاحت دیتا وہ آگے بڑھا تو ثمرہ نے اس کا بازو تھام لیا۔

''تم اس کے ڈرائیور ہو یا شوفر، جو روز اس کی طبیعت خراب ہونے پر اسے گھر ڈراپ کرنے جاتے ہو، تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ملتا اسے، کسی اور کو اس سے ہمدردی کا بخار نہیں چڑھتا۔''

اوزان نے دیکھا اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

وہ حیران بھی ہوا تھا اور اسے خوشی بھی ہوئی تھی کہ پہلے جس آگ میں اب تک وہ اسے جلاتی رہی تھی اب وہی آگ بالآخر اس کے اپنے دامن کو چھو گئی تھی۔ شاید اسی لیے اس نے لطف سمیٹنے کی کوشش کی تھی۔

''فضول بکواس مت کرو، وہ اچھی لڑکی ہے، میں محض تمہاری وجہ سے اسے ہرٹ نہیں کر سکتا، ویسے بھی تمہیں ہر کسی سے جلنے کی پرانی عادت ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس کے الفاظ پر حسب توقع وہ پاؤں پٹختے ہوئے غصے سے بولی تھی۔

''شٹ اپ، مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کسی سے جلنے کی بھاڑ میں جائے وہ اور بھاڑ میں جاؤ تم، میری بلا سے سرعام گھومو پھرو، مجھے کیا، جب، خود ہی تمہیں اپنے کردار کی پروا نہیں تو میں کیوں مفت میں خون جلاؤں اپنا......''

تنک کر کہتی وہ پھر اس کے سامنے ٹھہری نہیں تھی، جبکہ اوزان اس کی حالت کا مزہ لیتا، کتنی ہی دیر اکیلے بیٹھے ہنستا رہا تھا۔ ان دنوں دونوں کے بیچ ایک عجیب سی جنگ شروع ہو گئی تھی۔

اوزان اپنے نمبر بڑھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ اسے تنگ کرتا تو وہ اس سے بدلہ لینے کے لیے مختلف لڑکوں کا ذکر کر کے اسے چڑانے کی کوشش کرتی۔

اس روز بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

وہ شام کا کھانا بنا کر ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی، جب وہ گولڈ کا نہایت دیدہ زیب بریسلٹ ہاتھ میں لیے اس کے پاس ہی صوفے پر آ بیٹھا۔

''ثمرہ یہ بریسلٹ دیکھنا یار، کیسا ہے......؟''

''اچھا ہے، کس کے لیے لیا ہے؟''

وہ اس کی آنکھوں میں بریسلٹ کے لیے پسندیدگی بھانپ چکا تھا، تبھی اسے واپس جینز کی پاکٹ میں ڈالتے ہوئے بے نیازی سے بولا۔

''ماریہ کا برتھ ڈے ہے پرسوں، اسی کو گفٹ کرنا ہے۔''

اوزان نے دیکھا اس کے الفاظ پر ثمرہ کا دمکتا چہرہ فوراً بجھ کر رہ گیا تھا، کل اس کی بھی سالگرہ تھی، مگر اوزان اسے کتنی لاپروائی سے فراموش کر رہا تھا۔ اس کا دل اس ایک لمحے میں دکھ سے کٹ کر رہ گیا تھا۔

وہ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا، پھر دل ہی دل میں اس کے کڑھنے پر مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا۔

پہلی بار ثمرہ کو اپنے برتھ ڈے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی۔

اسے یاد آ رہا تھا کہ ہر سال اوزان کیسے بڑھ چڑھ کر اس کی سالگرہ کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ مہمانوں کو مدعو کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کو سجانے سنوارنے اور مزے مزے کے پکوان تیار کرنے میں بھی وہ ہمیشہ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ ثمرہ چونکہ یونیورسٹی میں اس کے ساتھ ہی

پڑھتی تھی، لہٰذا اپنے یونیورسٹی فیلوز میں، جیسے وہ پرجوش ہو کر اس کی سالگرہ کے کارڈ بانٹتا تھا، وہ اس خوشی کو چاہ کر بھی بھلا نہیں سکتی تھی۔

جانے یہ کیسا دکھ، کیسی آگ تھی جو اندر ہی اندر، چپ چاپ اسے جلا کر بھسم کر رہی تھی۔ مگر اپنی انا و خودداری کا بھرم قائم رکھنے کے لیے وہ اس سے معمولی سا گلہ بھی نہیں کر رہی تھی، ورنہ اسے ماریہ آفندی کے ساتھ ہنستے مسکراتے دیکھ کر جو آتش فشاں اس کے اندر پھٹتا تھا اس کی تکلیف صرف وہی جانتی تھی۔

اس کی سالگرہ اس بار بغیر کسی اہتمام کے ہی گزر گئی تھی۔ اوزان نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ اسے کیا گفٹ کرے؟ مگر اس نے بے دلی سے کچھ بھی لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس کے دل پر جو چوٹ پڑی تھی، وہ اسے کسی کروٹ قرار لینے نہیں دے رہی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اوزان ماریہ کو سب کے سامنے گفٹ دیتا ہے یا اکیلے، سو اگلے روز اس کی طبیعت ناساز تھی، مگر اس کے باوجود اوزان کے ساتھ یونیورسٹی چلی آئی تھی۔ آج چونکہ ماریہ آفندی کی سالگرہ تھی لہٰذا وہ اپنے سب کلوز دوستوں کو انوائیٹ کرنے یونیورسٹی چلی آئی تھی۔ ہر روز کی طرح آج بھی اس کا زیادہ وقت اوزان کے ساتھ ہی گزرا تھا۔ آخری پریڈ میں وہ سب لان میں جمع ہوئے شام کے فنکشن پر ڈسکس کر رہے تھے جب باتوں کے دوران اوزان نے اپنی پاکٹ سے ایک ننھی سی پیک شدہ ڈبیا نکالی اور بڑے خلوص سے ماریہ کی طرف بڑھا دی۔

''یہ لو تمہارا برتھ ڈے گفٹ، ہم دونوں کی طرف سے، پلیز مائنڈ مت کرنا، میں شام کی تقریب میں نہیں آ پاؤں گا، کیونکہ اتفاق سے آج کی شام ہی میرا ایک قریبی دوست چار سال کے بعد پاکستان واپس آ رہا ہے، لہٰذا لیٹ نائٹ تک اس کے ساتھ مصروف رہوں گا، تمہاری دعوت قرض رہی تم پر......''

ثمرہ، ماریہ کے چہرے پر بکھری اداسی، بخوبی دیکھ سکتی تھی، شاید تبھی ایک عجیب سا سکون اس کے اندر اترا تھا۔ دل سے بے ساختہ ہی اوزان کے اس اجنبی دوست کے لیے دعائیں نکلی تھیں، جس کی آمد نے اوزان کو ماریہ کی برتھ ڈے پارٹی میں شرکت سے روک دیا تھا۔

ماریہ نے اسی وقت اوزان کے دیئے گفٹ کو چاک کرنا چاہا تو اوزان نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''کیا کر رہی ہو، اسپیشل گفٹ ہے، رات میں پارٹی سے فری ہو کر، سب سے آخر

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

میں اسے کھولنا، آئی تھنک تمہیں اچھا لگے گا۔''

اس کی خوبصورت آنکھوں میں عجیب سے کانچ دمک رہے تھے۔ ثمرہ کا دل چاہا وہ اس کے ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ کو نوچ لے، مگر...... وہ اس کے ہر معاملے میں خود کو قطعی بے بس پاتی تھی۔

اوزان کو شاید اس کے آنسو لطف دینے لگے تھے، تبھی وہ بات بات پر اسے ہرٹ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ ان دنوں وہ جتنی خود کو تکلیف دہ عذاب میں محسوس کر رہی تھی اوزان اتنا ہی خوش دکھائی دیتا تھا۔ اور اس کی یہ خوشی و لاپرواہی ہی اسے گہرے کرب سے دوچار کیے رکھتی تھی۔

بات بات میں اس کا خیال رکھنے والا، اب اکثر معاملوں میں اسے یکسر اگنور کرنے لگا تھا۔ اس روز اس کی طبیعت بہت بوجھل تھی، لہٰذا ابتدائی دو چار پیریڈ اٹینڈ کرنے کے بعد اس نے اوزان سے گھر واپسی کا تقاضا کر دیا، مگر اس نے ثمرہ کے تقاضے پر کان دھرنا تو دور، اس کے ستے ہوئے چہرے کی طرف غور سے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔

''تھوڑی دیر ویٹ کر لو یار، میرا پیریڈ ہے ابھی دس منٹ بعد، پھر ماریہ بھی ہمارے ساتھ ہی چلے گی۔ تم شاپنگ میں اس کی مدد کروا دینا۔''

اس کے الفاظ پھر سے روح تک ادھیڑ گئے تھے اسے۔ گزرتے ہر لمحے کے ساتھ، اب وہ اسے اپنے دل سے دور جاتا محسوس ہو رہا تھا۔

''او کے، تم ماریہ کو شاپنگ کروا دینا، میں خود ہی ٹیکسی سے چلی جاؤں گی۔''

آج کل نا چاہتے ہوئے بھی ہر بات میں اس کا لہجہ بھر آتا تھا۔ اوزان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے مگر تب تک وہ پلٹ کر واپسی کے لیے آگے بڑھ چکی تھی۔

اسی رات اوزان خاصی دیر سے گھر واپس آیا تھا۔

سونے سے قبل شاور لے کر، چائے پینے کے بعد، وہ کھڑکی کی طرف اسے بند کرنے کی غرض سے آیا تو نظر بے ارادہ ہی سامنے لان کے اس حصے کی طرف اٹھ گئی، جہاں ثمرہ کین کی چیئر پر، بڑھے ڈھیلے ڈھالے انداز میں پلکیں موندے بیٹھی خود اپنے آپ سے بھی یکسر بے نیاز دکھائی دے رہی تھی۔

ایک لمحے میں اس کے دل کو جیسے کچھ ہوا تھا۔

وہ ساحلوں کی ہوا جیسی شوخ لڑکی، پچھلے کچھ دنوں سے بجھنے لگی تھی۔ اس کی شرارتوں پر جلنے کڑھنے کی بجائے مستقل چپ کے لبادے میں لپٹ گئی تھی۔ وہ فوراً کھڑکی سے ہٹ آیا تھا۔ دل ہی دل میں خود پر لعنت بھی بھیجی تھی کہ فضول میں اب تک اس کا معصوم دل جلاتا رہا تھا۔ جبکہ حقیقت اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھی کہ وہ سر سے پیر تک صرف اسی کا تھا۔ اور یہی بات اسے بتانے کے لیے اس وقت وہ لان میں اس کے قریب آیا تھا۔

''ثمرہ......''

لہجے میں تمام تر جذبے سمو کر اس نے اسے پکارا تھا۔ جب ثمرہ نے چونک کر پلکیں وا کرتے ہوئے ذرا سا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

''یہاں کیوں بیٹھی ہو، کتنی سردی ہے، یہاں اور تم نے وُلن گرم شال بھی نہیں لی۔''

اس کے لہجے میں وہی فکر، وہی اپنائیت تھی، جس سے ثمرہ کو محبت ہوئی تھی۔ تبھی اس کے اندر کوئی سسکا تھا۔

''میں کچھ تلاش کر رہی ہوں اوزان۔''

بھرائے ہوئے مدھم لہجے میں کہتی وہ اوزان کا دل اپنی مٹھی میں جکڑ گئی تھی۔

''کیا...... کیا کھو گیا ہے تمہارا......''

مچل کر پوچھتے ہوئے وہ اس کے مقابل آ بیٹھا تھا۔ جب وہ خالی خالی سی اداس نگاہیں اوپر تاروں بھرے آسمان پر ڈالتے ہوئے بولی۔

''وہ...... وہاں آسمان پر ایک ستارہ نہیں ہے اوزان، میں...... میں روزانہ اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے وہاں جگمگاتے ہوئے دیکھتی ہوں، سب سے الگ، سب سے زیادہ روشن ستارہ ہے وہ، مگر پچھلے کچھ دنوں سے دکھائی نہیں دے رہا، مم...... مجھے اسے وہاں دیکھنے کی عادت سی ہو گئی ہے۔''

نگاہوں کے ساتھ ساتھ اس کا ہاتھ بھی آسمان کی طرف اٹھا تھا۔

اوزان کے اندر بے قراری بکھر کر رہ گئی۔

''پاگل ہو تم، ایک دم پاگل، چلو اٹھو، کمرے میں چلو۔''

''نہیں، کمرے میں دم گھٹتا ہے میرا، پلیز یہیں بیٹھے رہنے دو۔''

اس کا لہجہ ابھی بوجھل تھا۔ اوزان بہت کچھ کہنے کی خواہش رکھنے کے باوجود کچھ بھی

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہیں کہہ پایا تھا۔

"او کے، اگر تمہیں یہاں سکون مل رہا ہے تو میں بھی یہیں رات گزار دیتا ہوں۔"

وہ ضدی تھا، بلا کا ضدی۔ تبھی ثمرہ کو ناچار وہاں سے چپ چاپ اٹھ کر اندر اپنے کمرے میں واپس آنا پڑا تھا۔

اگلے دو چار روز پھر ایک دوسرے سے لاتعلقی میں چپ چاپ گزر گئے تھے۔ اینول ایگزام کے بعد یونیورسٹی سے فری ہو کر اوزان نے اپنے والد اور انکل کا بزنس سنبھال لیا، جبکہ ثمرہ اب خود کو مکمل طور پر گھر گرہستی میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ پہلے سی شوخی اور چلبلا پن اب اس میں نہیں رہا تھا۔ مگر پھر بھی اوزان کبھی کبھار اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آتا تھا۔

اس روز موسم بہت اچھا تھا۔

ثمرہ معمول کی مانند پودوں کو پانی دے رہی تھی، جب وہ شوخ سی دھن پر کچھ گنگناتے ہوئے اس کے عین قریب آ رکا۔

"سنو آئس کریم کھاؤ گی؟"

جانے وہ کس موڈ میں تھا۔ ثمرہ کو آجکل اس کی ہر حرکت مشکوک لگتی تھی۔ تبھی سرسری سی نگاہ اس کے شاندار سراپے پر ڈالتے ہوئے اس نے حسرت سے پوچھا تھا۔

"کس خوشی میں......؟"

اوزان نے اس کے غیر متوقع سوال پر دھیمے سے مسکرا کر ترچھی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا، پھر کچھ سوچ کر شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"ماریہ آفندی کے پھر سے مل جانے کی خوشی میں۔"

اس بار ثمرہ نے چونک کر اس کی مسکراتی نگاہوں میں دیکھنے کی جسارت کی تھی۔

"بہت اچھی لگتی ہے وہ تمہیں......؟"

"صرف اچھی، بیوقوف لڑکی، میری جان ہے اس میں۔"

وہ پکا کھلاڑی تھا اور ادھر ثمرہ نری اناڑی۔

"ایسا کیا ہے اس میں......؟"

اس کا دل پھر سے آندھیوں کی زد میں آیا تھا، مگر اوزان ان آندھیوں سے باخبر نہ ہو سکا، تبھی اسے مزید جلاتے ہوئے بولا۔

"کیا نہیں ہے اس میں، کاش تم اسے میری نگاہوں سے دیکھتیں تو یہ سوال کبھی نہ کرتیں۔"

اب کے وہ چپ رہی تھی اور اس کی چپ پر ہی وہ مزید پھیلا تھا۔

"محبت کسی کی اچھائیوں، برائیوں سے ماورا ہوتی ہے ثمرہ۔"

"اچھا......؟ تمہیں محبت کرنی آتی ہے عازی......؟"

"نہیں لیکن ماریہ کو بہت اچھے طریقے سے آتی ہے، یقیناً وہ مجھے بھی محبت کرنا سکھا دے گی۔"

"تم اس کے ساتھ خوش رہو گے؟"

ہرنی جیسی بڑی بڑی آنکھوں میں کیسے کیسے جذبے رل رہے تھے۔ وہ مزید مسرور ہوا۔

"ہاں، بہت خوش رہوں گا، ایک وہی تو خوش رکھ سکتی ہے مجھے۔"

"کسی اور کو یہ اختیار دیتے تو شاید وہ بھی تمہیں کبھی دکھی نہ ہونے دیتی۔"

اس نے دل میں سوچا ضرور تھا، مگر اس سے کہہ نہیں سکی تھی۔

محبت کا احساس جیسے جیسے بڑھتا تھا، ویسے ویسے درد کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ثمرہ اب مزید "کمرہ نشین" ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ لڑکی جو کبھی ایک منٹ بھی ٹک کر نہیں بیٹھتی تھی، اب جیسے ہنسنا مسکرانا ہی بھول گئی تھی۔

اوزان اس روز بزنس ٹور سے تین روز کے بعد گھر واپس لوٹا تھا۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تو رطابہ اس کے پیچھے ہی اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔

"اوزان بھائی، آپ ثمرہ سے محبت کرتے ہیں ناں؟"

صوفے پر ٹک کر بیٹھتے ہی اس نے یہ سوال اس پر پھینکا تھا۔ تبھی وہ چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"خیریت، آج بڑی پرسنل ہو رہی ہو۔"

"ایسی بات نہیں ہے، اصل میں، میں ثمرہ کی وجہ سے پریشان ہوں۔"

"کیوں، اسے کیا ہوا؟"

رطابہ کے افسردگی سے کہنے پر وہ پھر چونکا تھا۔ جب وہ سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کی شفاف ہتھیلیوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے بولی۔

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''پتا نہیں کیوں، مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ آپ کی وجہ سے بے حد پریشان ہے، رات میں بہت دیر تک اس کے کمرے کی لائٹ جلتی رہتی ہے، آج کل میرے ساتھ مارکیٹ جاتی ہے نہ ہی کسی تقریب میں شرکت کرتی ہے، بس فل ڈے کمرے میں گھسی کتابیں چاٹتی رہتی ہے یا کچھ لکھتی رہتی ہے، پہلے تو ایسی نہیں تھی، جب سے آپ نے اسے نظرانداز کرنا شروع کیا ہے، تب سے بجھنا شروع ہوگئی ہے وہ۔''

رطابہ بتا رہی تھی اور اوزان کا دل جیسے کسی مٹھی میں سمٹا جا رہا تھا۔

اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ صرف اپنے لطف کے لیے اس کا دل جلانے کے چکر میں وہ اسے کتنی تکلیف سے دوچار کر رہا ہے۔ اب جو احساس ہوا تو شدید تھکن کے باوجود، ایک لمحے کی تاخیر کیے، وہ فوراً اس کے کمرے میں چلا آیا تھا، جو سارے جہان سے بے نیاز، گم سم سی کھڑکی میں کھڑی، جانے کیا سوچ رہی تھی۔

''ثمرہ......''

دبے پاؤں اس کے پہلو میں کھڑے ہو کر اس نے نہایت اپنائیت سے اسے پکارا تھا، تب وہ فوراً پلٹ کر اس کی سمت نگاہ کرتے ہوئے بولی۔

''آ گئے تم؟''

''ہاں ناں، کوئی اتنی شدت سے ہمیں یاد کر رہا تھا، کیسے واپس نہ آتے؟''

دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے وہ کھڑکی کے پٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''کون یاد کر رہا تھا تمہیں شدت سے؟''

''کوئی تو کر ہی رہا تھا، تمہیں کیوں بتاؤں؟'' اس نے پھر اسے تنگ کیا تھا۔

''مت بتاؤ، یہاں منت کون کر رہا ہے تمہاری؟''

وہ پھر جلی تھی۔ اوزان زیر لب مسکرا کر رہ گیا۔

''بہت جلنے لگی ہو آج کل، خدا تمہارے حال پر رحم کرے۔''

''خوش فہمی ہے تمہاری، میرے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔''

اوزان نے اس کے الفاظ پر بے ساختہ قہقہہ لگایا تھا۔

''کس سے جھوٹ بول رہی ہو، اوزان سید سے، جو تمہاری آنکھ کے ہر رنگ کو پہچانتا ہے، کم آن ثمرہ، تمہیں اتنا کمزور تو نہیں جانا تھا میں نے، اب تو گھر والے بھی تمہارے بارے

میں پریشان رہنے لگے ہیں، کہہ کیوں نہیں دیتی دل کی بات؟''

اس نے پھر چھیڑا تھا۔ ثمرہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ وہ شخص اسے جھکانا چاہتا تھا۔ اس کے معصوم جذبوں کو بے نقاب کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس کے سامنے گرنا نہیں چاہتی تھی، تبھی حوصلے سے مسکراتی ہوئی بولی۔

''کہوں گی دل کی بات تم سے نہیں کہوں گی تو اور کس سے کہوں گی۔''

''شاباش، اب اداس بھی نہیں رہو گی ناں۔''

''نہیں۔''

وہ پھر مسکرائی تھی، اوزان گہری نگاہ اس پر ڈال کر ہلکے سے اس کے سر پر چپت لگاتا، مطمئن واپس پلٹ گیا۔

اور پھر آنے والے دنوں میں سب نے دیکھا کہ ثمرہ سرتاپاؤں بدل کر رہ گئی تھی۔ وہ جو پچھلے کچھ عرصے سے تنہا اور اداس رہنے لگی تھی، اب پھر سے بات بات پر کھلکھلانا شروع ہو گئی تھی، مگر رطابہ کو اس کی ہنسی میں وہ پہلے سی کھنک محسوس نہیں ہوتی تھی۔

اس روز اوزان انہیں آئس کریم کھلانے لایا تھا، جب وہ اپنی سیٹ سنبھالتے ہوئے بولی۔

''آج میں تم دونوں کو بہت بڑا سرپرائز دینے والی ہوں۔''

''اچھا، خدا خیر کرے، ہارٹ اٹیک نہ کروا دینا۔''

اوزان اس کے مقابل سیٹ سنبھالتے ہوئے ہنسا تھا۔ جب وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''بے فکر رہو، تمہیں کچھ نہیں ہوتا۔''

رطابہ انہیں پھر سے پہلی والی ٹون میں واپس لوٹتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

''چلو بتاؤ پھر، کیا سرپرائز ہے؟''

اس پر گویا احسان کرتے ہوئے وہ حکمیہ بولا تھا۔

''بتا دوں گی، ایسی بھی کیا جلدی ہے۔''

''جلدی ہے ناں، فضول کا ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس سسپنس میں تڑپنے کا، چلو بتاؤ کیا سرپرائز ہے۔''

وہ بچپن سے ایسا تھا، بے صبرا، جلد باز۔ ثمرہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

''بتاؤ ناں ثمرہ، پلیز......''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"چلو، تم لوگ اتنا اصرار کر رہے ہو تو بتا دیتی ہوں کہ آج میں تم دونوں کو اس شخص سے ملوانے جا رہی ہوں جس سے میرا محبت کا تعلق ہے اور جس کے ساتھ اپنی پوری زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں نے۔"

اوزان نے اس کے الفاظ پر ٹھٹکتے ہوئے، سر اٹھا کر بہت گہری نظروں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہا تھا مگر وہ رخ پھیرے بیٹھی تھی۔

"کون ہے وہ......؟"

ایک لمحے میں اس کے چہرے پر شوخی کی جگہ سنجیدگی بکھر گئی تھی۔ اور اسی چیز نے ثمرہ کے جلتے دل کو قرار بخشا تھا۔

"کوئی تو ہے، ابھی آ جائے گا تو مل لینا۔" اب کے وہ اس کے حال کا مزہ لیتے ہوئے مسکرا کر بولی تھی۔

"شٹ اپ، تم نے پھر سے کوئی حماقت کی تو، تو میں تمہارا حشر نشر کر دوں گا۔"

وہ غصے ہوا تھا۔ ثمرہ کے لب پھر سے دل فریب انداز میں مسکرا اٹھے۔

"محبت حماقت نہیں ہوتی، یہ بات تم سے بہتر کون جان سکتا ہے اور ویسے بھی وہ مجھے بہت چاہتا ہے، میں اسے ہرٹ نہیں کر سکتی۔"

"بکواس بند کرو۔"

اوزان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی زبان کاٹ کر پھینک دیتا۔ رطابہ خود ہکا بکا سی بیٹھی تھی۔

"یہ بکواس نہیں ہے، میری زندگی کا سب سے بڑا سچ ہے۔ پہلے وہ مجھ سے خفا تھا اس لیے میں اداس رہتی تھی۔ اب ہماری صلح ہو گئی ہے تو زندگی میں پھر سے بہاریں لوٹ آئی ہیں، تم نے ہی تو کہا تھا کہ میں دل کی بات کہہ دوں۔ سو میں نے کہہ دی، اس میں یوں مشتعل ہونے والی کون سی بات ہے۔"

اب تک جو انداز اوزان اپنائے چلا آ رہا تھا، وہی انداز اب اس نے اپنا لیا تھا۔

وہ خفا ہو کر اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے نہیں ملنا تمہارے کسی آشنا سے، چلو گھر۔"

توقع کے عین مطابق ری ایکٹ کرتے ہوئے اس نے حکم جاری کیا تو ثمرہ [illegible]

کے کامیاب ہونے پر خوشی سے کھل اٹھی۔ اس کا یوں مشتعل ہونا صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اس میں دلچسپی رکھتا ہے۔

گھر واپسی پر وہ گاڑی پارک کرتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں بند ہو گیا تو رطابہ اس سے الجھ پڑی۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی ثمرہ، تم جانتی ہو کہ اوزان بھائی تم میں انٹرسٹڈ ہیں، پھر بھی تم نے ان کے سامنے فضول بکواس کی، کیوں؟"

"ضروری تھی، اس لیے......" اس کا جواب اطمینان سے پر تھا۔

"کیا ضروری تھی، میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ تم دونوں ایک دوسرے سے چاہتے کیا ہو؟"

وہ زچ ہوئی تھی۔ جواب میں وہ پھر سے مسکرا اٹھی۔

"اس کے سر سے ماریہ آفندی کا بھوت اتارنے کے لیے بکواس ضروری تھی۔"

"اس کا مطلب ہے تم نے ان سے جھوٹ بولا۔"

"نہیں، میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا، بس اپنی زندگی کا ایک گہرا راز عیاں کیا ہے۔"

"مروتم......"

رطابہ کی برداشت شاید ختم ہو گئی تھی۔ تبھی وہ اس سے خفگی کا اظہار کرتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔ تو ثمرہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"اب معلوم ہو گا اوزان سید کو، کہ دل کے معاملات کتنے پر پیچ ہوتے ہیں، کتنے تکلیف دہ......"

☆

"رطابہ دیکھنا یہ ڈریس مجھ پر کیسا لگے گا، مون کی پسند ہے......"

رطابہ اوزان کے ساتھ کیرم کھیل رہی تھی، جب وہ پرپل کلر کا ایک سٹائلش سا سوٹ ہاتھ میں لیے دونوں کے قریب چلی آئی۔ اوزان کے اعصاب پھر سے تن کر رہ گئے تھے۔ تبھی وہ ایک سلگتی نگاہ اس کے ہاتھ میں پکڑے کپڑوں پر ڈالتے ہوئے اپنی گوٹیاں اچھالتا، وہاں سے اٹھ گیا۔

ثمرہ اس کی اس ادا پر پھر سے کھلکھلا اٹھی تھی۔ کتنا مزہ آیا تھا اس وقت اس کا تلملا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سے سرخ چہرہ دیکھ کر۔

''فارگاڈ سیک ثمرہ، بیوقوفی کے مظاہرے مت کرو۔''

رطابہ نے افسوس سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا، جب وہ بے نیازی سے سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

''اس میں بیوقوفی کی کیا بات ہے، جتنا اس نے میرا ضبط آزمایا ہے، اتنا میں بھی آزماؤں گی تو پتا چلے گا جناب کو۔''

''بس، سدھر جاؤ دونوں، وگرنہ یہی چھوٹی چھوٹی غلطیاں کہیں بہت بڑے دکھ میں مبتلا نہ کردیں......''

''نہیں کرتیں، جو چیز ہماری ہے وہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم سے چھن نہیں سکتی، لیکن جو چیز ہماری ہے ہی نہیں، اسے کھونے کے لیے کسی غلطی کی ضرورت نہیں ہوتی......''

رطابہ کے چڑ کر کہنے پر وہ بڑی ادا سے کہتی پھر خود بھی وہاں سے رخصت ہوگئی۔

اگلے روز اوزان نے اپنے سلگنے کا بدلہ لے لیا۔

''رطابہ، میرے ساتھ مارکیٹ چلوگی۔''

اسے یکسر اگنور کرتے ہوئے وہ کچن میں چائے بناتی رطابہ سے مخاطب ہوا تھا۔ ثمرہ دل میں ہنس کر رہ گئی۔ پچھلے ایک ہفتے سے ان دونوں کے بیچ ناراضگی چل رہی تھی۔ اسے جلانے کے لیے وہ رطابہ کو آئس کریم لا کر دیتا، اچھی اچھی کتابیں، چاکلیٹ، جیولری اور جانے کیا کیا، گفٹ کر رہا تھا، وہ دل ہی دل میں جلنے کے باوجود، بظاہر بے نیازی سے ہنستی مسکراتی رہتی، جیسے اسے اپنی اس نظرانداز [illegible] کوئی فرق نہ پڑتا ہو اور تب اپنا وار خالی جاتا دیکھ کر وہ اور جل جاتا۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ ثمرہ کو اپنے کسی کام کے سلسلے میں ہاتھ لگانے نہیں دے رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑے بھی پریس کرنے کی کوشش کرتی تو وہ اس کے ہاتھ سے اپنے کپڑے چھین کر خود پریس کرنا شروع کر دیتا۔

دونوں میں لڑائی جھگڑا ہونا کوئی پہلی بات نہیں تھی، بچپن سے وہ لڑتے جھگڑتے آئے تھے، مگر اس سے پہلے ان کا کوئی بھی جھگڑا دونوں کی ''ضد'' نہیں بنا تھا۔ ہر لڑائی کے بعد کبھی اوزان اس سے صلح میں پہل کر لیتا تو کبھی وہ جھک کر اسے منا لیتی۔ مگر اس بار دونوں کے بیچ ''انا'' تن کر کھڑی ہوگئی تھی۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو جھکانے کی ضد میں اپنے اندر غبار بھر رہے تھے۔ اور دونوں کو ہی اس کے انجام کی پروا تھی ناں فکر۔ اپنا اپنا بھرم رکھنے کے چکر میں دونوں ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

اب بھی ثمرہ نے بے نیازی سے کام لیا تھا۔ برتن دھوتے ہوئے اس نے پلٹ کر اوزان کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالنا بھی گوارہ نہیں کی تھی، جہاں عجیب سی زردی کا بسیرا ہو گیا تھا۔

ابھی کل ہی تو دنوں کے درمیان پھر تازہ جنگ ہوئی تھی۔ اوزان نے اسے کسی بھی غلط قدم سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی، جواب میں وہ جذباتی ہوتے ہوئے تڑخ کر بولی تھی۔

''میں جو کروں، جو چاہوں تمہیں اس سے کیا، تم اپنے کام سے کام رکھو، میرے ذاتی معاملات میں ٹانگ اڑانے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔''

اپنی دانست میں اس نے دل کا غبار نکالا تھا، مگر اوزان نے یہ بات دل سے لگا لی۔ یہی وجہ تھی کہ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اس نے ثمرہ سے کلام تک کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

رطابہ چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے مسکرا کر اوزان سے کہہ رہی تھی۔

''ضرور چلوں گی، ہم پر تو قدرت پوری طرح مہربان ہوئی ہے آجکل......''

''تھینکیو، ماریہ بھی آتی ہوگی، تب تک میں چینج کرلوں۔''

''ماریہ......ان کا کیا کام ہے......؟''

جہاں رطابہ اس کے الفاظ پر چونکی تھی، وہیں ثمرہ کے ہاتھ بھی تھم گئے تھے۔ پانی خالی بہتا رہا اور وہ کہہ رہا تھا۔

''اسی کا تو کام ہے یار، انگیجمنٹ رنگ پسند کروانی ہے اسے، سوچ رہا ہوں ایک دو روز میں امی ابو کو بھیج دوں اس کے گھر......''

اس کے الفاظ اطلاع نہیں دھماکہ تھے، جن سے ثمرہ کی پوری ہستی لمحوں میں ہل کر رہ گئی تھی، قطعی ہونق انداز میں پلٹ کر حیران نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ گویا پتھرا گئی تھی۔

اوزان بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ خوبصورت چہرے پر بکھرتی بے یقینی کیسے سرور کا باعث بنی تھی اس کے لیے۔ بدلہ پورا ہو گیا تھا، مگر اس ادلے بدلے میں جو نقصان دلوں کے معصوم احساسات کا ہو رہا تھا، وہ دونوں ہی سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بے حد عجیب محبت تھی ان کی۔ جس میں کسی احساس کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

وہ پوری رات لحہ بہ لحہ کڑا عذاب بن کر اتری تھی اس پر۔

کسی کروٹ قرار نصیب نہیں ہو رہا تھا۔ اوزان کے الفاظ اس کا جگر کاٹ رہے تھے۔ تصور میں جیسے ہی ماریہ کو اس کے ساتھ کھڑے دیکھتی، اس کا دل سکڑ کر رہ جاتا۔ سوچ سوچ کر اعصاب شل ہو گئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کسی بھی وقت شریانیں پھٹ پڑیں گی۔ اوزان سے ایسی بیوفائی کا تصور ہی محال تھا اس کے لیے کجا کہ وہ یہ سب حقیقت میں اسے سنا کر، جتا کر کر رہا تھا۔

جانے کیوں اس وقت اسے وہ سارے رنگ جھوٹے محسوس ہو رہے تھے۔ جو اوزان کی آنکھوں میں وہ اپنے لیے دیکھتی آئی تھی۔ اس کی شوخیاں، مستی، اپنائیت سب ایک فریب لگ رہا تھا۔

شام سے کمرہ بند کیے وہ جانے کتنے بے شمار آنسو چپ چاپ بہا چکی تھی، جبکہ باہر اوزان، رطابہ کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا، اس پر ہنس رہا تھا۔ وہ دونوں مارکیٹ بھی نہیں گئے تھے۔ اوزان رطابہ کو بتا رہا تھا کہ ثمرہ کا دماغ درست کرنے کے لیے اسے گاہے بگاہے ایسے جھٹکے دینا ضروری ہیں۔ ساتھ ہی اس نے یہ پرامس بھی کیا تھا کہ اب جلد وہ اپنے بزرگوں سے بات کر کے ثمرہ کے حقوق اپنے نام لکھوا لے گا، تاکہ ان دونوں کا مستقبل اور محبت ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے، مگر...... وہ نہیں جانتا تھا کہ تقدیر کبھی انسان کی سوچ اور خواہش کی تابع نہیں ہوتی۔

مذاق مذاق میں شروع ہونے والا کھیل اب گمبھیر شکل اختیار کر گیا تھا۔

اپنا درد اور کسک ثمرہ کی جانب دھکیل کر، وہ ہلکا پھلکا ہو کر اطمینان سے سو رہا تھا، جبکہ ثمرہ اس سے اپنی معصوم محبت کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے کچھ اور سوچ رہی تھی۔

سلگتے اعصاب کی تسکین کے لیے انتہائی جذباتیت کا شکار ہو کر اس نے وہ قدم اٹھانے کی ٹھان لی تھی، جس کے بارے میں آج تک کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

کپکپاتی انگلیوں سے اپنی فرینڈ مزنی کے بھائی جواد کا موبائل نمبر پریس کرتے ہوئے اس کا دل باقاعدہ تڑپا تھا۔ مگر وہ بے دردی دوسری طرف جاتی بیل کی آواز سنتی رہی۔

''ہیلو......''

چار پانچ بیلز کے بعد دوسری طرف سے اس کی کال پک کر لی گئی تھی۔

''ہیلو، جواد......''

''جی فرمایئے......'' نیند سے بوجھل بھاری آواز میں خفگی نمایاں تھی، جب وہ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد بولی۔

''ہم...... میں ثمرہ بات کر رہی ہوں۔''

''جی، پہچان گیا ہوں، آپ کی آواز، فرمایئے اتنی رات گئے میری یاد کیسے آ گئی آپ کو......؟''

اوزان نے اس کی خوب انسلٹ کی تھی، تبھی وہ اس سے خفا تھا۔

ثمرہ نے آج سے پہلے خود کو اس درجہ حقیر و بے بس کبھی محسوس نہیں کیا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس سے کیا کہے؟ کیسے کہے؟ تبھی کچھ دیر خاموشی کے بعد بولی تھی۔

''مجھے کچھ پوچھنا تھا آپ سے......''

''فرمایئے۔'' اس کی سرد مہری میں کسی طور کمی نہیں آ رہی تھی۔

''کیا واقعی آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں......؟''

بہت کمزور لہجے میں خاصی سوچ و بچار کے بعد وہ پوچھنے کی ہمت کر پائی تھی، جب وہ بولا۔

''یہ سوال تو صبح بھی پوچھا جا سکتا تھا، اتنی رات گئے ڈسٹرب کرنے کی وجہ؟''

''سوری، اگر آپ ڈسٹرب ہوئے، اصل میں، میں بہت پریشان تھی، اس لیے کچھ سوچا سمجھا نہیں، اگین سوری......''

''نہیں، اب ایسی بھی کوئی بات نہیں، پریشان کیوں تھیں آپ؟''

جلد ہی وہ نرم ہو گیا تھا۔ جس سے اس کی ڈھارس بندھی۔

''کچھ خاص وجہ نہیں، آپ صرف یہ بتایئے کہ آپ فوراً میرے لیے اپنا پرپوزل بھجوا سکتے ہیں۔''

وہ جذباتی بھی تھی، کم عقل بھی۔ اور اس کا احساس اسی لمحے فوراً اسے ہو بھی گیا تھا جب جواد نے پوچھا۔

''خیریت، کوئی مسئلہ ہو گیا ہے کیا؟''

''نہیں، خدا گواہ ہے ایسی ویسی کوئی بات نہیں، اصل میں کل میرا کزن اوزان مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پر پوز کرنے کا فیصلہ کیے بیٹھا ہے، لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی، اگر اس نے امی ابو سے کل بات کر لی تو میں جانتی ہوں، وہ کسی صورت اسے انکار نہیں کریں گے۔ اسی لیے ایمرجنسی آپ سے رابطہ کرنا پڑا۔ کیونکہ میں آپ کی محبت کی قدر کرتے ہوئے خود آپ کی زندگی میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔“

وہ جتنا گر سکتی تھی اس نے خود کو گرا لیا تھا۔ صرف اپنی بلکتی انا کو تسکین دینے کے لیے اپنی خودداری اپنے شخصی وقار کا گلہ گھونٹ دیا تھا اس نے۔ جواب میں جواد نے خاصی سوچ، بچار کے بعد کہا تھا۔

”او کے، فی الحال تو آپ سکون سے سو جائیں، صبح گڑیا اور امی ابو سے بات کر کے دیکھوں گا، وہ لوگ اگر مان گئے تو ضرور آپ کی خواہش کا مان رکھ لوں گا۔“

کل تک جو اس کی آواز سننے یا ایک جھلک دیکھنے کے لیے تڑپتا رہا تھا، اس وقت اسی کا نخرا آسمان سے باتیں کر رہا تھا مگر ثمرہ نے اس کی پروا نہیں کی۔ اسے تو ہر صورت اوزان کے سامنے اپنا وقار بحال رکھنا تھا۔ اپنا قد اونچا رکھنا تھا، سو اس کے لیے وہ ہر نقصان، ہر ذلت اٹھانے کو تیار تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جواد سے بات کرنے کے بعد اس کے سلگتے اعصاب کو یک گونہ قرار نصیب ہو گیا۔

اگلے روز صبح دیر تک وہ بستر میں ہی پڑی رہی تھی۔ رات میں اوزان کے آنے سے پہلے ہی پھر کمرے میں بند ہو گئی۔ اس سے اگلا دن بھی ایسے ہی گزرا۔ تیسرے روز جواد کی مما اور مزنی آ گئیں۔ گو ان کی آمد پر اس کا دل پھر دکھا تھا، مگر اوزان کو سبق سکھانے کے لیے اسے بخوشی یہ تکلیف بھی قبول تھی۔ یہی وجہ تھی کہ خوب دِل لگا کر بننے سنورنے کے بعد وہ ان کے پاس آ بیٹھی، جن کی آمد اسی کی فرمائش پر ہوئی تھی۔

مزنی اس سے مل کر بے خوش دکھائی دے رہی تھی۔ ڈھکے چھپے لفظوں میں اس نے اپنے بھائی کی پسندیدگی سے بھی اسے آگاہ کر دیا تھا، اس کی مما بھی گاہے بگاہے بڑی محبت بھری نگاہوں سے اس کے خوبصورت سراپے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

ثمرہ نے ان کی مہمان نوازی میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں رہنے دی تھی۔

اوزان آفس سے آیا تو اسے بنا ٹھنا دیکھ کر حیران رہ گیا۔

”اسے کیا ہوا ہے؟“

وہ پل دو پل کے لیے ڈرائنگ روم سے باہر آئی تو اس نے سرسری سی ایک نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے رطابہ سے پوچھ لیا۔ جو لاتعلق سی لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔

”پتا نہیں بھائی، مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔“

”آیا کون ہے؟“

تھکے تھکے سے وجود کو قریبی صوفے پر گراتے ہوئے اس نے پھر پوچھا تو رطابہ نے بتایا۔

”ان کی وہی دوست آئی ہیں، جن کے بھائی صاحب فدا ہو گئے تھے محترمہ پر، ساتھ میں والدہ محترمہ کو بھی لائی ہیں مجھے تو حالات کچھ سازگار نہیں لگ رہے۔“

”وہاٹ......“

ایک اور جھٹکا۔ وہ بے ساختہ صوفے سے کھڑا ہوا تھا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا، وہ بیوقوف جاہل لڑکی اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتی۔“

لمحے میں جذباتی ہوتے ہوئے اس نے اپنا کوٹ اتار کر پھینک دیا تھا۔

تھوڑی دیر میں مہمان رخصت ہو گئے تو اس کی مما آسیہ بیگم اور ثمرہ کی مما نادیہ بیگم دونوں متفکر چہروں کے ساتھ وہیں لاؤنج میں آ بیٹھیں۔ جبکہ ثمرہ اپنے کمرے میں روپوش ہو گئی۔

”مما......سب ٹھیک تو ہے ناں......؟؟“

اوزان تا حال وہیں بیٹھا تھا۔ اس وقت اس کے دل کی جو کیفیت ہو رہی تھی، وہ کسی کو بھی سمجھانا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ آسیہ بیگم نے اس کے سوال پر نگاہ اٹھا کر بڑے دکھی انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا۔

”ٹھیک کہاں ہے بیٹے، کچھ بھی ٹھیک نہیں۔“

”لیکن ہوا کیا ہے؟“ وہ مچلا تھا۔ نادیہ بیگم یوں خاموش بیٹھی تھیں گویا لب سل گئے ہوں۔ ”پتا نہیں، ایسا تو ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ ثمرہ اس گھر سے باہر کہیں جائے گی۔ پتا نہیں کب اور کیسے ہماری نظر چوک گئی اور وہ اس بھول کا فائدہ اٹھا کر غلط راستے کا انتخاب کر بیٹھی، میرا تو دل ڈوب رہا ہے اوزی کیسے ضد مان لوں اس کی۔“

وہ واقعی بے حد پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ اوزان کا دل ڈوب کر رہ گیا۔

”کیا ضد کر رہی ہے وہ؟“

”شادی کی ضد کر رہی ہے، وہ بھی اس لڑکے کے ساتھ جس کے بارے میں ہم کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہیں جانتے، عجیب محبت کا بھوت سوار ہوا ہے اس پر، کسی کی نہیں سن رہی۔''

''وہاٹ۔''

اس کے اعصاب پر گویا کسی نے بم پھوڑ دیا تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

''نہیں ......ضرور اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے، میں ابھی خبر لیتا ہوں اس کی۔''

بڑے مان بھرے انداز میں کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے ثمرہ کے کمرے میں چلا آیا۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ، میں نے کہا تھا ناں، کوئی غلط قدم مت اٹھانا، وگرنہ میں بالکل معاف نہیں کروں گا تمہیں۔''

اس کا ٹیمپر لوز ہو رہا تھا اور یہی نظارہ تو وہ دیکھنا چاہتی تھی، تبھی اس کے خال سے یکسر بے نیازی جتاتے ہوئے بولی۔

''مجھے تمہاری معافی کی ضرورت بھی نہیں ہے، جیسے تم اپنی زندگی میں اپنی مرضی کے مالک ہو، ویسے ہی میں اپنی زندگی میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، تم نے کوئی خرید انہیں ہوا مجھے، جو میں ہر کام تم سے پوچھ کر کروں۔''

''بکواس بند کرو، تمہیں اندازہ ہے کہ تم کتنا غلط فیصلہ کر رہی ہو؟ کیا...... کیا ہم سب سے جدا ہو کر خوش رہ سکو گی تم۔''

وہ چیخا تھا۔ اس لمحے اس کے دل کا حال اس کے چہرے پر بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

مگر ثمرہ نے پروا نہیں کی۔

''ساری لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے، سبھی اپنے والدین سے جدا ہو کر جاتی ہیں، وہ سب کیا زندہ نہیں رہتیں۔''

''رہتی ہوں گی، میں صرف تمہاری بات کر رہا ہوں، تم یہ احمقانہ فیصلہ یوں اکیلے نہیں کر سکتیں۔''

''یہ احمقانہ فیصلہ نہیں ہے، میں اس سے محبت کرتی ہوں، بالکل ویسی ہی محبت، جیسی تم اپنی ماریہ آفندی سے کرتے ہو۔''

''ماریہ آفندی کو درمیان میں مت گھسیٹو، تمہارا معاملہ اس سے الگ ہے۔''

''تمہیں لگتا ہوگا، بہر حال فضول میں اپنا اور میرا دماغ خراب مت کرو، میں نے جو

فیصلہ کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب تمہارا جو دل چاہتا ہے، وہ تم کرو۔''

وہ اتنی تلخ کیوں ہو رہی تھی اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔

اوزان کے اندر اس لمحے جیسے بہت کچھ ٹوٹا تھا۔

جانے کس ضبط کے عالم میں خود پر کنٹرول رکھتے ہوئے وہ اس کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔

''تو کیا میں واقعی اس بات کو سچ مان لوں کہ تم صرف جواد احسن سے محبت کرتی ہو......؟''

جانے کیا تھا اس لمحے اس کی آنکھوں میں، وہ چند لمحوں تک کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اس لمحے اس کے سامنے وہ اوزان کھڑا تھا، جس کی ذات سے وہ دیوانگی کی حد تک محبت کرتی تھی۔ جس سے اس کا تعلق دوستی اور اعتماد کا تھا، انا پرستی اور فضول ضد کا نہیں۔

وہ اسے کہنا چاہتی تھی نہیں، میں صرف تم سے محبت کرتی ہوں، مگر...... نہیں کہہ پائی۔ کہا تو محض ''ہاں'' ہی کہا۔ اور اس کی صرف ایک ''ہاں'' نے اس لمحے اوزان کے اندر کیسے کیسے طوفان نہیں اٹھا دیے تھے۔ خوبصورت آنکھوں کی سرخی ثمرہ کا دل مٹھی میں جکڑ گئی، مگر معاملہ سلجھا نہیں۔

آناً فاناً بہت کچھ ہو گیا تھا۔ اوزان اس سے مزید کوئی ایک بات کیے بغیر، اگلے دو چار روز میں بزنس کی آڑ لے کر ملک سے باہر چلا گیا اور پیچھے اس کے لاکھ پچھتانے کے باوجود، اس کی نسبت جواد احسن کے ساتھ طے ہو گئی۔ ثمرہ کو یقین تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے اوزان اسے خود سے الگ نہیں ہونے دے گا، اور اب جب بھی وہ اس معاملے میں اس سے بات کرے گا وہ اس سے محبت کا اقرار کر لے گی۔ مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔

اوزان نے پھر پلٹ کر کبھی کسی بھی موضوع پر اس سے کوئی بات نہیں کی اور وہ اندر ہی اندر گھلتی بالآخر جواد احسن کی زندگی کا حصہ بن گئی۔

اوزان اس کی شادی پر بھی پاکستان نہیں آیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اوزان اسے دلہن کے روپ میں دیکھ کر اپنا اختیار کھوئے، اس کا دل جلے، اور پھر وہ اس کے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے یہ شادی رکوا دے، اسے کہے کہ وہ ماریہ آفندی سے نہیں صرف اس سے محبت کرتا ہے، اس کے بغیر جی نہیں سکتا، سامنے آ کر نہ سہی، فون پر ہی کہہ دے کہ وہ اسے پرایا ہوتے نہیں دیکھ سکتا، مگر...... ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

وہ ایک مرتبہ پھر ہار گئی تھی۔ ایک مرتبہ پھر اس کی تمام سوچیں، تمام خیالات بے مراد رہ گئے تھے۔ وہ ہنس رہی تھی، بات بے بات مسکرا کر اپنا بھرم رکھ رہی تھی، سب کو یقین دلانے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ اپنے فیصلے پر بے حد خوش ہے اگر ''کسی'' کو اس کی پروا نہیں تو اسے بھی ''کسی'' کو کھونے کا کوئی ملال نہیں ہے، مگر...... وہ اندر سے ٹوٹ رہی تھی۔

شادی کی پہلی رات ہی جواد احسن پر یہ بات کھل گئی تھی کہ اس کے حصے میں صرف جسم آیا ہے، روح نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ پہلی رات ہی اس کے دل میں ثمرہ کے لیے بدگمانی نے اپنی جگہ بنالی تھی۔ شادی کے فقط چھ ماہ بعد ہی وہ اسے انگلینڈ لے گیا تھا۔ یوں سلگتی روح کو زبردستی مسکراہٹ کا پیرہن اوڑھانے سے اس کی جان چھوٹ گئی۔

اگلے دو چار سالوں میں ایسا اتفاق ہوا کہ وہ پاکستان آئی تو اوزان ملک سے باہر ہوتا، اور وہ گھر آتا تو ثمرہ وہاں سے کوچ کر جاتی، دونوں میں شاید ایک دوسرے کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

زندگی نے دونوں کو ہی فضول انا کے حصار میں مقید کر کے بہت بری طرح سے بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ ثمرہ کے لبوں سے اگر کھنکتی ہنسی کی چھنکار روٹھی تھی تو اوزان کی آنکھوں سے بھی نیند کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔ رات کو دیر تک جاگ کر سوچوں کے گرداب میں الجھے رہنا اس نے اپنا معمول بنالیا تھا۔

کثرت سے سگریٹ نوشی نے اس کی صحت بھی بگاڑ کر رکھ دی تھی۔ گھر والے ثمرہ کے بعد اب اس کی شادی بھی جلد کر دینا چاہتے تھے، مگر وہ منکر ہو گیا تھا۔ شادی کیا اس کا دل جیسے دنیا سے ہی اچاٹ ہو گیا تھا۔

آسیہ بیگم کی خواہش تھی کہ اگر ثمرہ ان کی بیٹی نہیں بن سکی تو رطابہ کو ضرور وہ اپنے بیٹے کی دلہن بنا کر اپنے گھر لے آئیں۔ اپنی اس خواہش کے تحت انہوں نے نادیہ بیگم اور ثمرہ کے والد سے بھی تفصیلی بات کر لی تھی۔ خود اوزان کے پاپا کی خواہش بھی یہی تھی، یہی وجہ تھی کہ اوزان کے لاکھ بدکنے کے باوجود، گھر والوں نے اس کی نسبت رطابہ کے ساتھ طے کر دی تھی۔

پہلے پہل رطابہ نے بھی اس فیصلے پر احتجاج کیا تھا، وہ اوزان کو صرف ثمرہ کے حوالے سے دیکھتی تھی۔ اسے ان دونوں کی محبتوں کی حقیقت کا علم تھا، مگر بعد ازاں نادیہ بیگم کے سمجھانے پر اس نے اپنے دل کو اوزان کے لیے رضامند کیا تو پھر وہاں محبت کے پھول کھلنے میں بھی زیادہ وقت نہیں لگا۔

ثمرہ کو جونہی اس فیصلے کی خبر ہوئی، وہ پاکستان چلی آئی تھی۔ رطابہ دیکھ سکتی تھی کہ اب

اس کی صحت بھی پہلے جیسی نہیں رہی ہے، کھلے کھلے گلاب چہرے پر خزاں پڑاؤ ڈال کر بیٹھ گئی تھی۔ آنکھوں کے نیچے ہلکے بڑھ گئے تھے۔ آسیہ بیگم اور نادیہ بیگم دونوں ہی اس کا حال دیکھ کر تڑپ اٹھی تھیں، مگر...... وہ اب بھی اپنی لولی لنگڑی محبت کا بھرم رکھنے کے لیے بات بے بات مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

پچھلی بار جب وہ پاکستان آئی تھی تو اس نے یہ طے کیا تھا کہ وہ اوزان اور ماریہ آفندی کے تعلقات کی حقیقت رطابہ سے ضرور پوچھے گی مگر...... اس باری یہ سوال پوچھنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ رطابہ نے اس کی شادی کے بعد اوزان کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ اس کا ذکر چھیڑنا چاہتی بھی تو رطابہ بات کو سرسری انداز میں ٹال دیتی تھی۔ اس کا دل تڑپتا، مچلتا رہ جاتا، مگر کوئی اس کے ساتھ اوزان کی بات کرنے کو تیار نہیں تھا۔

اس گھر سے، اس گھر کے لوگوں سے، اس کی کروڑوں یادیں، ہزاروں یادگار لمحات وابستہ تھے، مگر، اس نے خود اپنی ذات کو، اس گلشن سے الگ کر لیا تھا۔ اور اب یہی اکیلا پن اسے اندر سے کھوکھلا کر رہا تھا۔

وہ یونہی بے سبب بھی، چھپ چھپ کر پہروں روتی رہتی تھی، دل و روح کے ساتھ ساتھ جسم پر لگنے والے گھاؤ بھی ابھی تک اس نے سب سے چھپا رکھے تھے۔

وہ اپنی ماں کو بتانا چاہتی تھی کہ جواد نے اسے دھتکار کر دوسری شادی کر لی ہے اور اب وہ شب و روز اس کی روح کو رگیدتے ہوئے اپنی دوسری بیوی اور بچوں کے ساتھ زندگی انجوائے کر رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بات بے بات وہ اسے اوزان کے حوالے سے طعنہ دے کر لحہ بہ لحہ اس کے وجود کو کانٹوں پر گھسیٹنا بھی نہیں بھولتا۔

وہ اپنے سب زخم انہیں دکھانا چاہتی تھی۔ یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس بار وہ واپس جواد کے پاس انگلینڈ جانے کا حق بھی کھو آئی تھی، مگر...... آسیہ بیگم اور نادیہ بیگم جس خوشی کے ساتھ، بھرپور مگن انداز میں رطابہ اور اوزان کی شادی کی تیاریاں کر رہی تھیں، اس چیز نے اس کے ہونٹوں پر قفل ڈال دیئے تھے۔ رطابہ کے چہرے کی خوشی اور اوزان کے حوالے سے اس کے خوبصورت خواب بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہے تھے، یہی وجہ تھی کہ اس نے ایک مرتبہ پھر خود کو کرب کی سولی پر سلگنے کے لیے لٹکا دیا تھا۔

رطابہ کا بی ہیوئیر بھی اس کے ساتھ پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ اوزان کی ہر چیز پر اسے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جتا جتا کر یوں اپنا حق جماتی تھی جیسے وہ ازل ازل سے صرف اسی کا ہو۔

اوزان اگلے چند روز میں گھر والوں کی منت پر، بے حد مجبور ہو کر پاکستان واپس آ رہا تھا۔ اور اسی موقع سے فائدہ اٹھا کر گھر والے اس کی شادی رطابہ کے ساتھ طے کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔

وہ شخص جس پر کسی کی پرچھائی پڑنا بھی اسے گوارہ نہیں تھا، آج حالات کی ستم ظریفی کے باعث اس کی سوچ کی حدود سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں اپنی خواہش سے کچھ سوچنے کا اختیار بھی کھو بیٹھی تھی۔ اسے یہ حق بھی نہیں رہا تھا کہ وہ اس کے استعمال کی کسی چیز کو سب کے سامنے ہاتھ لگا کر چھو ہی لے۔

اس روز رطابہ، نادیہ بیگم اور آسیہ بیگم کے ساتھ شاپنگ کے لیے مارکیٹ گئی ہوئی تھی، جب وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے شکستہ وجود کو گھسیٹتی، ایک مدت کے بعد اوزان کے کمرے میں چلی آئی، جو اس کے جانے کے بعد زیادہ تر لاکڈ ہی رہتا تھا۔

دیدہ زیب سیٹنگ کے ساتھ، اوزان کے مخصوص پرفیوم کی خوشبو سے مہکتا کمرہ اب بھی ویسا ہی تھا، جیسے کبھی سات آٹھ سال قبل ہوا کرتا تھا۔ اوزان اپنا کمرہ صاف ستھرا رکھنے کا عادی تھا، جبکہ وہ اپنی لاپروا فطرت کے باعث اکثر وہاں گند ڈالتی رہتی تھی، کبھی پھلوں کے چھلکے، کبھی چیونگم کے ریپر، کبھی چلغوزوں اور مونگ پھلیوں کے چھلکے، اوزان سے کئی بار اسی مسئلے پر اس کی زبردست لڑائی بھی ہوئی تھی۔ بہت دنوں تک اس نے اپنے کمرے میں اس کا داخلہ بھی بند کر دیا تھا۔

بیتے لمحے جیسے جیسے یاد آتے تھے، اس کی آنکھیں سمندر بن جاتی تھیں۔

اس وقت بھی نم آنکھوں کے ساتھ اس کے کمرے کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیتی وہ اندر ہی اندر زار و قطار رو رہی تھی۔ اس کے ملبوسات اب بھی ترتیب و نفاست کے ساتھ یوں وارڈ روب میں ہینگ کیے ہوئے تھے گویا وہ ابھی ابھی انہیں خود پریس کر کے لٹکا گیا ہو۔

بھرائی آنکھوں سے اس کی وارڈ روب کے دونوں پٹ کھولے وہ اس کی ایک ایک شرٹ پر ہاتھ پھیر کر جانے اپنی کون سی تشنگی کو قرار بخش رہی تھی کہ اچانک نگاہ، وہیں کپڑوں کے پاس رکھے اس خوبصورت بریسلٹ پر جا پڑی، جو اوزان نے کبھی اسے دکھا کر ماریہ آفندی کی برتھ ڈے کے لیے خریدا تھا۔ وہ ٹھٹکی تھی۔ نگاہوں کے ساتھ گویا ہاتھ بھی ساکت رہ گئے تھے۔

اگر اوزان، ماریہ کو وہ بریسلٹ اس کی برتھ ڈے پر گفٹ دے چکا تھا تو پھر یہ کیا تھا؟

بریسلٹ کے ساتھ ہی کچھ اور چیزیں بھی ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ ثمرہ نے ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لیا تھا، یہ سب چیزیں وہی تھیں جو اس نے گاہے بگاہے ماریہ آفندی کا نام لے کر اسے جلاتے ہوئے خریدی تھیں، اسے یاد آ رہا تھا اس وقت وہ ان چیزوں پر کسی اور کے حق کا سوچ کر کتنی ہرٹ ہوتی تھی۔ اس لمحے بے ساختہ اس کی آنکھوں سے چند آنسوؤں کے قطرے ٹپک کر گالوں پر بکھر گئے تھے۔

''اوزان......'' عجیب بے خودی میں اسے دھیمے سے پکارتے ہوئے وہ سسک اٹھی تھی۔

زخم جتنے پرانے ہوں اتنی ہی کسک کا باعث بنتے ہیں۔

بریسلٹ کے قریب ہی اس کی خوبصورت کور والی ڈائری پڑی اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا گئی تھی۔ ٹپ ٹپ بہتے آنسوؤں کو بائیں ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے وہ ڈائری اٹھا کر اوزان کے بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔

دیدہ زیب رنگوں میں ڈھلے دلکش اوراق پر موتیوں سے چمکتے الفاظ اسے سحر زدہ کر گئے تھے۔ ڈائری کھلتے ہی اس کی خوبصورت تصویر پھسل کر اسی کی گود میں آ گری تھی۔

کپکپاتے ہاتھوں سے تصویر اٹھاتے ہوئے مزید کتنے ہی آنسو پھر بے مول ہوئے تھے۔

''زندگی کے سب سے خوبصورت احساس ثمرہ بخاری کے نام......''

پہلے ہی صفحے پر تحریر یہ الفاظ اس کا دل جکڑ گئے تھے۔ وہیں پڑی سوکھی ہوئی گلاب کی ادھ کھلی کلی جانے کون کون سے دبے ہوئے جذبات کو ہوا دے گئی تھی۔

''تم بہت بری ہو ثمرہ، کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے تمہاری اتنی پٹائی کروں کہ دماغ درست ہو جائے۔''

جانے اس کی کس حرکت پر خفا ہو کر اس نے یہ لکھا تھا۔ وہ سسک اٹھی تھی۔ اگلے چند صفحات خالی تھے۔

پھر ڈیٹ ڈالے بغیر شاید بہت روانی میں اس نے لکھا تھا۔

''بیوقوف چڑیل لڑکی، یہ کس سے چکر چلا لیا ہے تم نے میرا بس نہیں چل رہا کہ میں تمہارے اس نامراد عاشق جواد احسن کی ہڈی پسلی ایک کر دوں، آج بہت اچھی طرح سے طبیعت صاف کر دی ہے اس کی، امید ہے آئندہ تمہارے بارے میں کوئی بھی خیال دل میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لانے سے پہلے سو بار تو ضرور سوچے گا پھر کبھی تم نے ایسی کوئی حماقت کی تو تمہاری بھی خیر نہیں ہوگی، کیونکہ ثمرہ صرف اوزان کی ہے، اسے کوئی اور اپنی مرضی سے سوچ بھی نہیں سکتا، سمجھی تم۔''

وہ ایسا ہی تھا۔ تیز آندھیوں سا مزاج رکھنے والا۔

اگلے دو چار صفحے خالی چھوڑ کر پھر اس نے لکھا تھا۔

''آج میں بہت خوش ہوں اور اس خوشی کی وجہ اس راز کا افشا ہونا ہے جو ثمرہ کی بچی نے اب تک مجھ سے چھپا کر رکھا تھا۔ آج مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ بھی مجھے چاہتی ہے، تبھی تو میرے ساتھ ماریہ آفندی کا نام برداشت نہیں کر سکی، شاید محبت کے معاملے سبھی دلوں کے لیے ایک جیسے ہوتے ہیں، بہر حال آج ثمرہ کی کمزوری مجھ پر عیاں ہو چکی ہے اور اب میں اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر، اسے خوب تنگ کرنے والا ہوں۔''

''ثمرہ...... شاید ہم دونوں ہی بہت برے ہو گئے ہیں، گزرتے ہر روز کے ساتھ جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم دونوں ایک دوسرے سے دور جا رہے ہیں، ایک دوسرے کو جلانے اور جھکانے کی فضول ضد و خواہش میں ہم اپنی محبت کا دل دکھا رہے ہیں، تمہاری آنکھیں پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تم صرف مجھ سے محبت کرتی ہو مگر تمہارے لبوں کی خاموشی جانے کس طوفان کا پیش خیمہ ہے، مجھے تمہاری چپ سے ڈر لگنے لگا ہے ثمرہ، میں کسی بھی قیمت پر تمہیں کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتا، تمہیں ہرٹ بھی نہیں کرنا چاہتا، مگر جانے کیوں جب میں ماریہ آفندی کے حوالے سے کوئی بات کرتا ہوں اور تم جلتی ہو تو مجھے بڑا لطف آتا ہے، میں تم سے اپنے لیے اپنی محبت کے لیے بہت کچھ سننا چاہتا ہوں تم مجھ سے کہہ کیوں نہیں دیتی کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو، تمہیں اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ میں تمہیں اگنور کر کے کسی اور پر توجہ کروں، مان جاؤ ناں ثمرہ، پلیز......''

یہ اسی روز کی تحریر تھی جس روز اس نے گولڈ کا بریسلٹ اسے دکھا کر اسے ماریہ کو گفٹ کرنے کا ذکر کیا تھا۔ بے جان کاغذوں پر بکھرے جاندار الفاظ اس پر وہ راز منکشف کر رہے تھے جو اوزان نے کبھی اس پر کھلنے نہیں دیئے تھے۔ اگلے صفحے پر شاید بہت پیار سے اس نے لکھا تھا۔

''ثمی، آج زندگی میں پہلی بار میں نے جان بوجھ کر تمہیں برتھ ڈے وش نہیں کیا، صرف اسی لیے کہ شاید اسی بہانے سے تم مجھ سے جھگڑا کرو، اور وہ سب کہہ دو جسے سننے کی اب

جانے کیوں مجھے ضد سی ہو گئی ہے، کب تک بھاگو گی مجھ سے؟ کب تک اپنی انا کا پرچم بلند رکھو گی، تم کمزور ہو ثمرہ، تمہیں میری محبت کے سامنے خود کو جھکانا ہی پڑے گا، صرف ایک بار یہ پل صراط پار کر کے تو دیکھو، ہزاروں خوشیوں اور محبتوں کے انمول جزیرے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اور ہاں، یہ بریسلٹ میں نے صرف تمہارے لیے ہی بڑی چاہ سے خریدا ہے، ماریہ آفندی اس کی اہل نہیں ہے، نہ ہی میری زندگی میں وہ کبھی، کسی بھی طرح سے تمہاری جگہ لے سکتی ہے۔''

بے جان ڈائری کے صفحات اس سے کہیں درجے اچھے ثابت ہوئے تھے، جن سے اس نے کم از کم اپنے دل کا حال شیئر تو کر لیا تھا۔ وہ تو اس اعزاز سے محروم ہی رہ گئی تھی۔

آگے بہت سے صفحات خالی چھوڑ کر اس نے پھر لکھا تھا۔

''ثمرہ...... آخر وہی ہوا ناں جس سے میرا دل خوفزدہ تھا، ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی ضد میں بالآخر ہم نے اپنے درمیان فاصلوں کی بنیاد رکھ ہی دی۔ تم واقعی بہت بری ہو، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے خود سے ہمکنار کرنے کے بجائے، تم اتنی جلدی، اتنا بڑا اقدام اٹھا لو گی، آج تم نے میرا غرور پاش پاش کر کے رکھ دیا، باطل ثابت کر دیا، ان خوبصورت رنگوں کو، جو تمہاری آنکھوں میں اب تک مجھے اپنے لیے جھلملاتے دکھائی دیتے تھے، پہلی بار کسی کی آنکھوں کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے ثمرہ، دل کو کسی طور یقین نہیں آ رہا کہ صرف مجھ سے شادی کی خواہش رکھنے الی لڑکی، اب ایک دم سے کسی تھرڈ پرسن کی محبت میں مبتلا ہو گئی ہے اور تھرڈ پرسن بھی وہ جس کی ذات کے بارے میں وہ کچھ جانتی ہی نہیں، تم پچھتاؤ گی ثمرہ اوزان سید کو کھو کر بے حد پچھتاؤ گی تم......''

اس نے جس کرب سے یہ الفاظ تحریر کیے ہوں گے، ثمرہ وہ کرب محسوس کر سکتی تھی۔ اس کا اپنا دل درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔ اسے اوزان کی بد دعا لگ گئی تھی۔

وہ واقعی پچھتا رہی تھی، کیونکہ اوزان کو کھو دینے کے بعد اس کے پاس زندگی کا کوئی رنگ باقی نہیں بچا تھا۔ وہ بالکل تہی داماں ہو کر رہ گئی تھی۔

پچھلے سات آٹھ سالوں میں جواد احسن نے کیسے کیسے ظلم نہیں کیے تھے اس پر۔ انگلینڈ جانے کے بعد وہ اس کے وجود سے یکسر غافل ہو گیا تھا۔ سارے دن وہ اکیلی گھر میں سودائیوں کی طرح گھومتی رہتی، بے حال پڑی رہتی، اسے پروا نہیں ہوتی تھی۔ ثمرہ کی اداسی، اس کی غائب دماغی اور چھپ چھپ کر رو نے سے وہ بہت کچھ جان گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ٹھوس ثبوت نہ ہونے کے باوجود، وہ اس کی طرف سے متنفر ہوکر، بات بے بات اسے ہرٹ کرنے لگا تھا، کبھی بدچلن ہونے کا طعنہ دیتا، تو کبھی منحوس ہونے کی خبر دیتا۔ وہ جتنا اسے خوش کرنے کے لیے اس کے قدموں میں بچھتی، وہ اتنا ہی پھیل کر اس کے سر پر چڑھتا جاتا، گالی گلوچ اور طعنوں تشنوں کے بعد باالآخر اس نے ثمرہ پر ہاتھ اٹھانا بھی شروع کر دیا تھا۔ مرد کی گھٹی میں اگر ایک بار شک پڑ جائے تو پھر ساری عمر وہ نہ خود سکون سے رہ سکتا ہے نہ ہی عورت کو رہنے دیتا ہے۔ اس کے دل میں بھی شک کا کانٹا گڑھ گیا تھا۔ جس کی رڑک لمحہ بہ لمحہ اسے بے چین کیے رکھتی تھی۔

اوزان کے ذکر پر بھیگتی ثمرہ کی آنکھوں سے اسے شدید وحشت ہونے لگی تھی۔

اپنے اندر کا یہی غبار نکالنے کے لیے وہ نہ صرف راہ راست سے بھٹک گیا تھا، بلکہ اب ثمرہ کے وجود کو مختلف طریقوں سے داغدار کرنے کے باوجود اس کی وحشت کم نہیں ہوتی تھی۔ بہت جلد اُس نے دوسری شادی کر لی اور یوں ثمرہ خود اپنے ہی گھر میں کسی بیکار برتن کی مانند کونے کھدروں میں چھپ کر رہ گئی۔ بعدازاں اس کی بیوی کو، اس کا یوں رہنا بھی گوارہ نہ ہوا تو ایک روز بڑے سکون سے اسے ڈائیورس پیپر تھما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاکستان روانہ کر دیا۔

وہ محبت جس کی خوشبو اوزان کبھی محسوس نہیں کر سکتا تھا باالآخر اسی محبت نے اس کی پوری زندگی اجاڑ کر رکھ دی تھی۔

☆

اک چاند تنہا کھڑا رہا، میرے آسماں سے ذرا پرے
میرے ساتھ ساتھ سفر میں تھا
میری منزلوں سے ذرا پرے
تیری جستجو کے حصار سے، تیرے خواب سے تیرے خیال سے
میں وہ شخص تھا جو کھڑا رہا، تیری چاہتوں سے ذرا پرے
کبھی دل کی بات کہی نہ تھی
جو کہی تو وہ بھی دبی دبی
میرے لفظ پورے تو تھے مگر......
تھے ساعتوں سے ذرا پرے

☆

اور اب وہ بیمار تھی۔

جانے اندر ہی اندر کیسا گھن لگا تھا اسے کہ پھر سنبھل ہی نہ سکی۔

رطابہ نے ہی اوزان کو اس کی خبر دی تھی۔ مگر بہت لیٹ۔ اگر آسیہ بیگم اس سے گفتگو میں ثمرہ کا ذکر نہ کرتیں تو شاید وہ اب بھی اس سے روزانہ بات کرتے ہوئے، کبھی ثمرہ کا ذکر نہ کرتی۔ اس نے اس سے پہلے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ وہ اوزان اور ماریہ آفندی کے تعلق کی ساری سچائی جانتی تھی، اسے کھو کر اوزان کا جو حال ہوا تھا وہ اس سے بھی بے خبر نہیں تھی، مگر پھر بھی اس نے کبھی ثمرہ سے اس موضوع پر بات کر کے اسے اصل سچائی سے آگاہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

انگلینڈ سے ہمیشہ کے لیے واپسی پر ایک بار ثمرہ نے اس سے پوچھا تھا۔

''رطابہ...... کیا عازی اب بھی کبھی کسی بات میں میرا تذکرہ کرتا ہے یا نہیں......؟''

جواب میں وہ بڑی بے نیازی سے اپنا کام نمٹاتے ہوئے بولی تھی۔

''پتا نہیں، تمہاری شادی کے بعد آج تک کبھی ہمارے درمیان، تمہارے بارے میں کر کوئی بات نہیں ہوئی۔''

وہ اس کے بعد اس سے مزید کچھ بھی نہیں پوچھ سکتی تھی۔ پوچھنے کو باقی کچھ رہا ہی نہیں تھا۔ مگر اب...... جبکہ سچائی اس کے سامنے آ گئی تھی، اب وہ مزید جبراً مسکرا کر اپنا بھرم رکھنے کا حوصلہ کھو بیٹھی تھی۔ تبھی فقط چند دنوں میں اپنی ہی ذات کی تنہائیوں کا شکار ہو کر، بستر سے جا لگی تھی۔

وقت کتنی جلدی بدل گیا تھا۔

اب کسی شجر پر شاید اس کے لیے محبت اور چاہ کا کوئی پھول باقی نہیں رہا تھا۔

گو اب بھی آسیہ بیگم، نادیہ بیگم، سید احمد بخاری اور سید احسن بخاری اس کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ مگر پھر بھی وہی پہلے سی بات نہیں رہی تھی۔

اوزان کسی بھی حقیقت سے باخبر نہیں تھا، پچھلے آٹھ سالوں میں وہ فقط ایک ہی کسک کا شکار رہا تھا کہ ثمرہ بخاری نے اس کی محبت پر، جواد احسن کی رفاقت کو ترجیح کیوں دی؟

اپنی ذات اور احساسات کی یہ بے قدری اسے کسی کل قرار لینے نہیں دیتی تھی۔ گو اب بھی دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے وہ خدا سے اپنی محبت کی خوشیاں اور اس کی سلامتی ہی مانگتا تھا، مگر پھر بھی دل میں کہیں رنجش تو رہ گئی تھی۔ صرف ثمرہ کے ذکر اور اس کے احوال سے بچنے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY
www.paksociety.com

کے لیے، پورے آٹھ سال اس نے جلاوطنی میں اپنوں سے دور رہ کر گزار دیئے تھے مگر اس کے باوجود وہ کبھی اس کی یاد سے پیچھا نہیں چھڑا سکا تھا۔

آٹھ سال کی جلاوطنی کے بعد، بالآخر واپسی کا فیصلہ بھی اسی سنگدل کی محبت کے لیے کیا تھا، جو آج تک سوائے درد کے اسے اور کچھ بھی نہ دے سکی تھی۔

☆

وہ رات میں بہت لیٹ پاکستان واپس پہنچا تھا۔ فلائیٹ خراب ہونے کی وجہ سے خواری الگ بھگتنا پڑی تھی اوپر سے کسی کو اپنی آمد سے متعلق باخبر بھی نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رات تین بجے کے قریب گھر پہنچا تو تھکن سے بے حال تھا۔

رطابہ اس کی اچانک پاکستان واپسی پر بے حد خوش ہوئی تھی۔

گھر کے باقی لوگوں کی مسرت بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

سب کچھ اپنی جگہ پر ٹھیک تھا، بس اگر کہیں اس تصویر میں کوئی کمی تھی تو وہ ثمرہ بخاری کی تھی، جس کی محبت کا آکٹوپس آج بھی اس کے دل کو اپنی گرفت میں جکڑے ہوئے تھا۔

اگلی صبح وہ خاصا لیٹ بیدار ہوا تھا۔

آسیہ بیگم اور نادیہ بیگم کی باتوں سے بخوبی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس کی شادی کی مکمل تیاری کیے بیٹھی ہیں، مگر وہ اب بھی صرف ثمرہ کے لیے سوچ رہا تھا، جسے دیکھے ہوئے بھی کئی سال ہو گئے تھے۔

رطابہ نے ایم اے کر لیا تھا اور اب وہ مکمل ذمہ داری سے گھر کا مکمل نظام سنبھالے ہوئے تھی۔ اوزان دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آمد پر اس کے پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

وہ ہنستا تھا۔ کل تک یہی لڑکی تھی جو اسے بھیا، بھیا کہتی نہیں تھکتی تھی، اور آج اس کے جذبوں کے رنگ ہی نرالے تھے۔ محبت کے کھیل واقعی بہت عجیب ہوتے ہیں۔ وہ بہت دیر تک اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔

اس روز وہ چاہ کر بھی فوری طور پر خود کو ثمرہ بخاری کے روبرو نہیں لا سکا تھا۔ قدم اٹھتے تھے اور رک جاتے تھے۔ ارادہ بنتا تھا اور ٹوٹ جاتا تھا۔

وہ خود بھی اس کی آمد کی خبر پانے کے باوجود کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔

شام میں نہا دھو کر وہ گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ رات میں اس کی واپسی خاصی لیٹ ہو

ئی تھی۔ کھانا وہ چونکہ باہر سے ہی کھا کر آیا تھا، لہٰذا کسی کو ڈسٹرب کیے بغیر چپ چاپ اپنے کمرے میں چلا آیا۔

دسمبر بہت سست روی کے ساتھ بیتتا جا رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہونے کے بعد، کچھ لکھنے کے لیے اس نے ڈائری کی تلاش کی تھی مگر...... اس کی ڈائری وہاں نہیں تھی، جہاں پچھلی بار پاکستان سے جدہ روانہ ہوتے وقت اس نے سنبھال کر رکھی تھی، صرف اسی غرض کے پیش نظر کہ شاید ثمرہ کبھی اس کا مطالعہ کر کے وہ سچائی جان لے، جو وہ آج تک اپنی انا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس سے نہیں کہہ پایا تھا۔

اس نے رطابہ کو پہلے ہی سختی سے منع کر رکھا تھا کہ وہ اس کے کمرے میں اس کی کسی پرسنل چیز کو الٹ پلٹ نہ کرے لہٰذا اس کے کمرے میں صفائی کروانے کے علاوہ کبھی جاتی ہی نہیں تھی اور وہ یہ بات جانتا تھا، تبھی سکون سے پلکیں موند کر بیڈ پر ٹک گیا۔

کھلی کھڑکی سے اندر کمرے میں آتے سرد ہوا کے جھونکے، تھوڑی دیر میں ہی اسے اپنی جگہ سے اٹھنے پر مجبور کر گئے تھے۔ بند کرنے کی غرض سے وہ کھڑکی کے قریب آیا تو حسب عادت نگاہ بے ساختگی کے عالم میں سامنے لان کی جانب اٹھ گئی اور وہ یہ دیکھ کر ٹھٹک گیا کہ آج بھی شدید سردی کے باوجود، وہ وہیں اپنی مخصوص نشست پر بیٹھی ساری کائنات سے بے خبر دکھائی دے رہی تھی۔ تب جیسے ضبط کے سارے پل لمحے میں مسمار کر کے وہ فوراً اس کے مقابل چلا آیا تھا۔

پچھلے آٹھ سالوں میں کیا سے کیا ہو کر رہ گئی تھی وہ؟

کھلا کھلا گلاب سا چہرہ مرجھا کر رہ گیا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ گالوں کی ہڈیاں بھی ابھر آئی تھیں، جسم بے حد کمزور ہو کر رہ گیا تھا۔ کندھوں کے گرد بلیک شال لپیٹے وہ بالکل سرسوں کا پھول دکھائی دے رہی تھی، تبھی اس نے دھیمے، بھرائے لہجے میں اسے پکارا تھا۔

''ثمرہ......''

وہ اس کی آہٹ پہلے ہی پا چکی تھی۔ مگر پھر بھی اس کی پکار پر ہی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

پچھلے آٹھ سالوں میں وہ بھی تو کتنا بدل کر رہ گیا تھا۔

''اب یہاں بیٹھ کر کسے تلاش کرتی ہو ثمرہ......؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کس درجہ کرب سے اس نے پوچھا تھا۔ جواب میں ثمرہ کا چہرہ پھر سے آنسو
میں بھیگ گیا۔ وہ بولی تو اس کی آواز میں شکستگی کے ساتھ ساتھ تھکن نمایاں تھی۔

"پتا نہیں، وہ ستارہ جسے دیکھنے کی میں عادی ہوگئی تھی، وہ تو کب کا ٹوٹ چکا ہے۔"

"تم...... تم اپنے فیصلے پر پچھتا رہی ہو......؟"

وہ گھٹنوں کے بل اس کے مقابل بیٹھ گیا تھا۔

جب وہ بولی۔

"نہیں۔"

"نہیں، تو خود اپنی زندگی کی دشمن کیوں ہوگئی ہو، کہاں گئے تمہارے وہ قہقہے جو با
بے بات پڑتے تھے، کہاں گئی وہ آنکھوں کی مستی اور چہرے کی رونق، جس نے مجھے اپنا
تھا، سچ بتاؤ ثمرہ، تمہیں جواد احسن نے دھوکہ دیا ہے ناں، تم...... تم اسے حاصل کرنے کے
پچھتا رہی ہو ناں، پلیز کہہ دو کہ تم پچھتا رہی ہو، پلیز......"

وہ جذباتی ہوا تھا۔ ثمرہ نے دیکھا اس کی آنکھوں میں آج بھی محبت کے وہی
رنگ تھے، جن پر کبھی اس نے اپنی ہستی کا مان ٹکا دیا تھا۔ مگر...... وہ آج بھی بے حد مجبور
تبھی دھیرے سے پلکیں موند کر رو پڑی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے عازی، میں تو صرف اپنے خالی پن پر دکھی ہوں، وہ شخص جسے
آج بھی اپنی سانسوں سے بڑھ کر چاہتی ہوں، میں اسے کچھ نہیں دے سکی عازی، کچھ بھی نہیں۔"

اوزان کا دل پھر ٹوٹا تھا۔ وہ اس کے سامنے جھک کر بھی سرخرو نہیں ہو سکا تھا۔

"اس میں ایسا کیا ہے ثمرہ؟"

"آہ...... کیا نہیں ہے اس میں، کاش تم اسے میری نگاہوں سے دیکھتے تو یہ
کبھی نہ کرتے۔"

اب وہ بھی کھلاڑی بن گئی تھی۔

اوزان اس وقت اس سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر...... سارے الفاظ ہی
ہوگئے تھے۔

کچھ دیر زخمی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد وہ اس کے قریب سے
تھا اور ثمرہ جو یہ سوچتی تھی کہ وہ پھر سے اوزان کو اپنے مقابل پا کر اپنا حوصلہ کھو بیٹھے گی، اس

جانے کے بعد بھی ویسے ہی پتھر بنی بیٹھی رہی۔

☆

گھاؤ گنتے نہ کبھی زخم شماری کرتے
عشق میں ہم بھی اگر وقت گزاری کرتے
وقت آیا ہے جدائی کا تو ہم سوچتے ہیں
تجھ کو اتنا بھی نہ اعصاب پہ طاری کرتے

اوزان نے رطابہ بخاری سے شادی کے لیے حامی بھر لی تھی۔

اس کے حامی بھرنے کی دیر تھی کہ بڑوں نے فوراً شادی کی تاریخ بھی رکھ دی، ثمرہ کو
گزرتے ہر دن کے ساتھ اپنا بھرم رکھنا بے حد دشوار ہو رہا تھا۔

آسیہ بیگم اور نادیہ بیگم کے ساتھ ساتھ اب احمد صاحب اور احسن صاحب بھی جواد
کے بارے میں استفسار کرنے لگے تھے۔ وہ بہانے گھڑ گھڑ کر اب جیسے اندر سے ٹوٹنے لگی تھی۔
اپنے گھر والوں کو اپنے متعلق مطمئن رکھنا اب اس کے اختیار سے باہر ہوتا جا رہا تھا، تبھی زیادہ
سے زیادہ خود کو مصروف رکھنے لگی تھی۔

رطابہ کے جہیز اور بری کی تمام تیاری میں وہ پیش پیش رہی تھی۔ اوزان اسے یوں
مختلف کاموں مگن دیکھتا تو دکھ سے کڑھ کر رہ جاتا۔

وہ اب بھی اسے جلانے سے باز نہیں آ رہی تھی۔ مگر اب وہ جلنا نہیں چاہتا تھا، تبھی
زیادہ وقت گھر سے باہر رہتا، کبھی اتفاقاً گھر پر ہوتا تو رطابہ کو ہی اہمیت دیتا، اس پر حق جتاتا۔
کبھی آسیہ بیگم کے کہنے پر اسے شاپنگ کے لیے لے جاتا۔

ثمرہ کا دل اب بھی اس کی تقسیم پر کڑھتا تھا، کٹتا تھا، مگر وہ خود سے بے نیاز ہوگئی
تھی۔ ابھی اسے ضبط کے کڑے مرحلے طے کرنے تھے۔ جانے کیا کیا برداشت کرنا تھا۔

شادی کے دن بھی جلدی قریب آ گئے تھے۔ ثمرہ کو اب ہمہ وقت ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا
تھا۔ مگر پھر بھی وہ خود سے بے نیاز، مختلف کاموں میں لگی رہتی تھی۔ جواد کے لیے اس نے پھر
بہانہ بنا لیا تھا کہ وہ بزنس ٹور پر نکلا ہوا ہے اور اپنی بے تحاشہ مصروفیت کے باعث اس نے
شادی میں شرکت سے معذرت کر لی ہے۔ گھر والے اس کی طرف سے مطمئن نہیں تھے، مگر پھر
بھی وہ اپنا بھرم رکھنے کی کوشش میں نڈھال ہو رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
www.paksociety.com
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

مایوں اور مہندی کے فنکشن میں خُوب سج دھج کر اس نے یوں شرکت کی تھی کہ وہاں موجود سبھی مہمان اس کی زندہ دلی پر عش عش کر اٹھے تھے۔ تاہم نکاح والے روز، دودھ پلائی کی رسم میں، جب اس نے اوزان کے مقابل آ کر اپنا نیگ طلب کرنے کے لیے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلائی تو جانے کیوں دل بھر آیا۔ اوزان کی زخمی نظروں کی کاٹ اس کی روح کو دریدہ کر گئی تھی۔

ہزار ضبط کی کوششوں کے باوجود وہ اس کے سامنے رو پڑی تو اوزان فوراً جیب میں پڑے تمام نوٹ اس کی ہتھیلی پر دھرتے ہوئے فوراً وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ثمرہ نے اس کے بعد خود کو پھر سے اپنے کمرے میں بند کر لیا تھا۔

اس رات پھر اس کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ کھانسی کا ایسا شدید دورہ پڑا کہ جگر کٹ کٹ کر حلق کے بل باہر آنے لگا۔ تب وہ لرزی تھی۔ اپنا یہ حال اسے بے حال کر گیا تھا۔ رات بھر وہ شدید تکلیف میں مبتلا رہی تھی مگر کوئی اس کا حال پوچھنے والا نہیں تھا۔ سبھی تھکن سے چور اپنے اپنے حال میں مست تھے۔

اوزان اگلی صبح نیند سے بیدار ہوا تو سب سے پہلا خیال اسے ثمرہ کا آیا تھا۔ کل رات جس طرح سے وہ اس کے مقابل بیٹھ کر روئی تھی، اس سے وہ بے حد ڈسٹرب ہو کر رہ گیا تھا۔

پورا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا، ایسے میں اس سے، اسی کی لائف کے بارے میں کوئی بھی بات کھل کر کرنا مناسب نہیں تھا۔ ایک دو روز کے بعد گھر مہمانوں سے خالی ہوا تو ثمرہ نے بھی انگلینڈ واپسی کی خبر سنا دی۔

گھر کے دیگر لوگ اس کی اطلاع پر قدرے مطمئن ہوئے تھے، مگر اوزان مضطرب ہو کر رہ گیا تھا۔ ایک مدت کے بعد جو صورت دیکھنے کو ملی تھی اس صورت سے ابھی اتنی جلدی جدائی اسے گوارہ نہیں تھی۔ ابھی تو بہت سی باتیں تھیں جو اسے ثمرہ سے اکیلے میں کرنی تھیں۔ اسے بہت کچھ بتانا تھا۔ بہت سے گلے شکوے کرنے تھے۔ مگر وہ ایسا کوئی بھی موقع دینے کے حق میں نہیں تھی۔

اس روز آسمان سیاہ گدلے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سبک روی سے چلتی ٹھنڈی ٹھنڈی معطر ہواؤں میں عجیب سی نمی کا احساس افسردہ کر رہا تھا۔ اس روز پورے دن وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گھلی ملی رہی تھی۔ آسیہ بیگم اور نادیہ بیگم کے پاس بیٹھ کر بہت سے مسائل پر ڈسکس کیا تھا۔ مستقبل کے پلان بنائے تھے۔ نادیہ بیگم سے فرمائش کر کے اپنی پسند کی چکن بریانی بھی بنوائی تھی۔ رطابہ کے ساتھ مارکیٹ کا چکر لگا کر اسے نہ صرف شاپنگ کروائی تھی بلکہ اس کی پسندیدہ آئس کریم بھی کھلائی تھی۔

سید احمد صاحب اور احسن صاحب کو فورس کر کے ان کے ساتھ لڈو اور کیرم کی ایک ایک گیم بھی لگائی تھی۔ لان کی صفائی کر کے وہاں خود اپنے ہاتھوں سے چند نئے پھول پودے بھی لگائے تھے۔ کسی اور نے جانے اس کی ذات کی اس تبدیلی کو محسوس کیا تھا یا نہیں، لیکن اوزان بہت گہری نگاہ سے اس کے ایک ایک عمل کو دیکھ رہا تھا۔

اس روز رات میں وہ اپنے ایک دوست کے گھر سے دعوت کھا کر رطابہ کے ساتھ ہی گھر واپس آیا تھا۔ وہ چونکہ بہت تھک گئی تھی لہٰذا فوراً اپنے کمرے میں گھس کر سو گئی۔ ثمرہ لاؤنج میں ٹی وی دیکھتے ہوئے چائے پی رہی تھی، لہٰذا وہ بھی وہیں آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

”چائے پیو گے؟“

اسے قریب بیٹھتے دیکھ کر اس نے آفر کی تھی۔

جب وہ ریلکس انداز میں پلکیں موند کر صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے بولا۔

”تم پلاؤ گی تو پی لوں گا۔“

وہ اٹھنے لگی تھی مگر اوزان نے اس کے آنچل کا کونا تھام کر اسے روک لیا۔

”اور مت بنانا، جو تم پی رہی ہو، وہی پی لوں گا۔“

”نہیں، اب یہ مناسب نہیں ہے۔“

اوزان کے پرانے دوستانہ انداز پر اس کی دھڑکنیں پھر سے منتشر ہوئی تھیں۔

”کیوں مناسب نہیں ہے ثمرہ......؟ کیوں سب کچھ غیر مناسب کر دیا ہے تم نے......؟“

وہ پھر ہرٹ ہوا تھا۔ ثمرہ جواب میں کچھ نہیں کہہ سکی تھی۔

”تم اب بھی ویسے ہی ہو اوزان، بالکل نہیں بدلے۔“

”کیسے بدل سکتا ہوں، رخ ”ہوائیں“ بدلتی ہیں ہمیشہ......“

ہوائیں پر زور دیتے ہوئے اس نے پھر ثمرہ کو لاجواب کر دیا تھا۔

”ثمرہ...... جواد تمہارا خیال کیوں نہیں رکھتا؟“

وہ اس کے لیے چائے بنا کر لائی تو بڑی سادگی سے اس نے پوچھ لیا۔ جواب میں کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ بولی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''وہ تو خیال رکھتا ہے عازی، مجھے خود ہی اپنا خیال رکھنا نہیں آتا۔''

چند لمحے پھر خاموشی کی نظر ہوئے تھے جب وہ بولا۔

''سچ بتانا ثمرہ، کیا پچھلے آٹھ سالوں میں کبھی ایک بار بھی تمہیں میری یاد نہیں آئی؟''

''آئی تھی، اکثر آتی تھی، جب بھی بادل جھوم کر آتے اور موسلا دھار بارش ہوتی تو سب سے پہلے مجھے تم ہی یاد آتے تھے، بارش بہت پسند ہے ناں تمہیں اس لیے۔''

''تم ...... تم بہت مشکل لڑکی ہو ثمرہ، میں آج تک بھی تمہیں سمجھ نہیں سکا۔ تمہاری آنکھیں کچھ کہتی ہیں تو ہونٹ کچھ اور، پتا نہیں میں اب بھی تمہارے بارے میں سوچتے ہوئے اتنا ٹینس کیوں ہوتا ہوں۔''

قدرے مضطرب ہوتے ہوئے اس نے ذرا سا رخ پھیر لیا تھا۔ جب وہ مسکرائی تھی۔

''مت ٹینس ہوا کرو عازی، اور اب میرے بارے میں سوچنا بھی چھوڑ دو، مت بھولو کہ اب تمہاری سوچ بھی رطابہ کی امانت ہے۔''

''نہیں بھولتا، مگر تم نے میرے ساتھ جو کیا ہے میں اس کے لیے کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گا۔''

ثمرہ پھر مسکرائی تھی، مگر اس بار اس کی مسکراہٹ میں گہرا ملال چھلک رہا تھا۔

اوزان کچھ دیر رخ پھیرے بیٹھے رہا، پھر اپنے احساسات پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

''کل پھر سے انگلینڈ واپس جا رہی ہو؟''

''ہاں ......''

''کچھ روز رک نہیں سکتیں؟''

''کیوں ......؟''

''بس ویسے ہی دل چاہ رہا ہے۔''

''نہیں عازی، اب رکنا بہت مشکل ہے، تم اپنے دل کو نئی آہٹوں پر دھڑکنا سکھاؤ، وہاں جواد میرا انتظار کر رہا ہوگا، کل کی سیٹ کنفرم ہے۔''

اس کے الفاظ اسے پھر چپ لگا گئے تھے۔ جواد کے ذکر نے اس کی دل میں پھر چٹکی کاٹی تھی۔

''انگلینڈ واپس جاؤ تو اسے بتانا ثمرہ، وہ بہت خوش نصیب انسان ہے۔''

اس بار وہ ہنسی تھی، مگر بے حد کھوکھلی ہنسی۔

''اچھا، چلو ٹھیک ہے، بتا دوں گی، اور کچھ ......؟''

''اور کچھ نہیں، کچھ چیزیں تمہاری امانت کے طور پر میرے پاس پڑی ہیں، وہ لے لو۔''

کہنے کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور کچھ ہی لمحوں میں وہ تمام چیزیں اٹھا کر لے آیا جو کبھی بڑی چاہ سے صرف اسی کے لیے خریدی تھیں۔

ثمرہ کی آنکھوں میں پھر سے آنسو جھلملائے تھے، مگر اس نے خود کو کمزور پڑنے نہیں دیا۔

''تھینکیو عازی، تم واقعی بہت اچھے ہو۔''

وہ چپ رہا تھا یوں جیسے کرب کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اگلے روز وہ سب سے مل کر اوزان کے ساتھ ہی ائیر پورٹ تک آئی تھی۔

''عازی ...... تم مجھ سے محبت کرتے ہو ناں؟''

گاڑی سے باہر نکل کر اس کے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔ جب وہ سرخ آنکھوں کی نمی چھپانے کو رخ پھیرتے ہوئے بولا۔

''نہیں۔''

ثمرہ اس کی اس ادا پر بھی مسکرائی تھی۔ اس وقت وہ اسے چھوٹا سا روٹھا ہوا معصوم بچہ دکھائی دے رہا تھا۔

''نہیں تو پھر بھی تمہیں میری قسم عازی، ہمیشہ اپنا بے حد خیال رکھنا، رطابہ بہت پیار کرتی ہے تم سے، اس کا کبھی دل مت دکھانا، انکل، ابو، ممی آنٹی سب کو خوش رکھنا پلیز ......''

ستاروں سی جگمگاتی نگاہوں میں جھلملاتے آنسو اوزان کا دل بے قرار کر رہے تھے۔

وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا ان سب میں تم کہاں ہو، مگر جانے کیسے وہ خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔

''او کے، اور کچھ ......؟''

''اور کچھ نہیں، بس ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا، پلیز ......''

وہ اس سے کہنا چاہتا تھا نہیں، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا، مگر اس کے چہرے پر بکھری شکستگی دیکھ کر نہیں کہہ سکا۔

''او کے، میں تو تمہیں معاف کر دوں گا، مگر ...... خود سے کیسے معافی مانگو گی ثمرہ، خود تم اپنے آپ کو شاید زندگی بھر اس ظلم کے لیے معاف نہ کر سکو جو میرے ساتھ ساتھ خود اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

زندگی پر بھی ڈھا بیٹھی ہو اور اس پر بھی بضد ہو کہ تم خوش ہو، بہت غصہ آتا ہے کبھی کبھی مجھے تم پر، مگر...... تمہارے معاملے میں، ہمیشہ خود کو لاچار پاتا ہوں ثمرہ، بے حد لاچار۔

اس وقت اس کے اندر کے حال کا اندازہ کرنا ثمرہ کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔ وہ خود سخت عذاب کے عالم سے گزری تھی۔

بہت سے لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔

فلائیٹ کی پرواز کا وقت قریب آپہنچا تھا۔ جب وہ آخری بار نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

''میں جارہی ہوں عازی، تم اپنا ہر وعدہ یاد رکھنا۔''

وہ مچلا تھا۔ نگاہوں کی تڑپ ہرگز ثمرہ سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی۔ مگر وہ پھر بھی خود کو مضبوط کیے کھڑی تھی۔

''اور ہاں، میرے پاس بھی تمہاری ایک امانت تھی، وہ میں نے تمہاری وارڈ روب میں اسی جگہ رکھ چھوڑی ہے، جہاں تم نے اپنے قیمتی رازوں سے سجی ڈائری رکھی ہوئی تھی، فرصت ملے تو دیکھ لینا۔ او کے خدا حافظ۔''

اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ فوراً پلٹ کر سست روی سے چلتی ایئر پورٹ کی عمارت کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اوزان بہت دیر تک بھرائی آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھنے کے بعد، بالآخر گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔ ابھی ابھی اسے پھر لگا تھا، جیسے زندگی اس کے وجود سے نکل کر ہوا میں تحلیل ہو گئی ہو۔

ثمرہ کی فلائیٹ پرواز کر گئی تھی، تب اپنے نڈھال وجود کو بمشکل سنبھالے وہ لانگ ڈرائیو پر نکل گیا۔

موسم بے حد خشک ہو رہا تھا۔ مگر اسے پروا نہیں تھی۔

بغیر کسی شال اور گرم سویٹر کے بھی وہ بڑی بے حسی سے سڑکیں ناپتا جارہا تھا۔ رات میں بہت دیر سے اس کی گھر واپسی ہوئی تھی۔ جسم کا ایک ایک عضو جیسے پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔

رطابہ اس کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے بالآخر سو گئی تھی۔ وہ بھی بستر پر آ کر لیٹا تو پھر سے ثمرہ کا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ نگاہوں میں گھوم گیا اور وہ بے قرار ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔

''تم بہت بری ہو ثمرہ خدا کرے کبھی تم بھی اسی درد کی راہ گزر سے گزرو، جس پر

اب تک تم نے مجھے ننگے پاؤں چلایا ہے۔''

قطعی بے ساختگی میں یہ بددعا اس کے دل سے نکلی تھی اور وہ مزید دکھی ہو کر رہ گیا تھا۔

رات جیسے جیسے ڈھلتی جارہی تھی ویسے ویسے سردی کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ بیٹھے بیٹھے ہی اچانک اسے ثمرہ کی رکھی ہوئی امانت کا خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھ کر وارڈ روب کی طرف چلا آیا۔

بہت دیر تک تلاش کے باوجود اس کے ہاتھ میں اپنی ڈائری کے سوا اور کچھ نہیں آسکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مزید تلاش موقوف کر کے ڈائری ہی اپنے ساتھ اٹھا لایا تھا۔

وہ جاتے جاتے بھی اسے الجھنیں تھمانا نہیں بھولی تھی۔

بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگانے کے بعد اس نے ڈائری کھولی تو اس کے وسط میں رکھا ایک سفید لفافہ اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا گیا۔ بے تابی سے لفافہ تھام کر اس نے اس کے اندر رکھے سفید کاغذ کو باہر نکالا اور اپنی نظریں ان شفاف موتیوں سے حروف پر ٹکا دیں جو ثمرہ نے صرف اسی کے لیے لکھے تھے!

اگر ہم دور ہو جائیں
کہیں دنیا میں کھو جائیں
بتاؤ کیا کرو گے تم؟
ہمیں ڈھونڈو گے یا پھر بھول جاؤ گے
ہمیں آواز دو گے یا کسی گزری کہانی میں
ہمارا نام لکھ دو گے؟
چلو یوں کرنا کہ تم بھی بدل جانا
ہمیں تم بھول ہی جانا
مگر اتنی گزارش ہے
ہمارا ذکر جب آئے ذرا سا یاد کر لینا
ہمارا نام لے لینا

''عازی...... آج قسمت ایک مرتبہ پھر مجھے تم سے کوسوں دور لے کر جارہی ہے۔ اتنی دور کہ اس کے بعد شاید زندگی بھر دوبارہ ہم ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں، اسی لیے میں نے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بھی وہی روش اختیار کی ہے جس سے تم نے اپنے احساسات مجھ تک پہنچائے تھے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ زندگی میرے ساتھ ایسی سفا کی بھی برتے گی کہ تم میری آنکھوں کے سامنے ہو گے اور میں تمہیں اپنی مرضی سے جی بھر کر دیکھ بھی نہیں سکوں گی!

تم نہیں جانتے عازی کہ تمہاری وجہ سے میں نے کتنا کرب سمیٹا ہے۔ وہ لڑکی جسے تم پر کسی کا عکس پڑنا بھی گوارہ نہیں تھا، اسی لڑکی کو تم نے اپنی دید سے ترسا دیا۔ کیوں ,کیا تم نے ایسا؟ کیا ملا عازی، معصوم محبت کے بیچ، انا کی دیوار حائل کر کے کیا حاصل کر لیا تم نے؟ میں تو نادان تھی، جذباتی تھی، مگر...... تم تو سمجھ دار تھے، تم چاہتے تو میری آنکھوں کے رنگ پہچان کر مجھے اس راستے پر تنہا چلنے سے روک سکتے تھے جہاں میرے لیے سوائے اندھیروں کے اور کچھ نہیں تھا۔

دیکھو تم نے مجھے بالکل خالی ہاتھ کر دیا ہے میں پل پل تمہیں چاہ کر بھی کبھی تم سے یہ نہیں کہہ سکی کہ ثمرہ بخاری نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی شخص کو ٹوٹ کر چاہا تھا اور وہ شخص تم تھے۔ ہاں اوزان سید، وہ شخص صرف تم ہی تھے جس سے ایک لمحہ کی جدائی بھی مجھے گوارہ نہیں تھی، مگر تم نے کبھی مجھے سرخروئی عطا نہیں کی، ہمیشہ میرا دل جلاتے رہے اور میں اپنا آپ بچانے کے لیے اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے اس جلن کا تریاق کرتی رہی۔ کیا کرتی، مجھے تمہاری ہنسی سے بہت ڈر لگتا تھا، میں تمہارے سامنے اوندھے منہ گرنا نہیں چاہتی تھی، جھکنا نہیں چاہتی تھی، اسی لیے ٹوٹ کر رہ گئی۔ کیونکہ جو لوگ جھکتے نہیں وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ میں نے ہی جواد احسن سے شادی کے لیے ریکویسٹ کی تھی اور میرے ہی اصرار پر اس نے اپنے گھر والوں کو بھیجا تھا، کیونکہ وہ میرے بیکار وجود میں دلچسپی رکھتا تھا اور میں ...... میں تو صرف تم سے جیتنا چاہتی تھی۔ مگر...... اس جیت کی بڑی کڑی قیمت چکانی پڑی مجھے۔ کاش میں تمہیں دکھا سکتی کہ اس شخص نے میرے وجود کو کس بے دردی کے ساتھ داغدار کر رکھا ہے۔ صرف وجود ہی نہیں، میری روح بھی داغدار ہے عازی، جس ثمرہ کی آنکھ میں ایک آنسو تمہیں گوارہ نہیں تھا اسی ثمرہ کو غم کا اشتہار بنا ڈالا اس شخص نے۔

قدرت کو جانے میری کونسی نیکی پسند آ گئی کہ اس نے میری کوکھ سے کسی نئے وجود کو پیدا ہی نہیں کیا، وگرنہ میرے بعد وہ بھی ساری زندگی سانسوں کے عذاب ہی جھیلتا۔

عازی، میں جواد احسن کی زندگی سے بے دخل ہو گئی ہوں۔ وہ اپنی نئی دنیا میں مگن

ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں ایک منافق لڑکی ہوں۔ اس کی ذات میں بھی تمہیں ہی تلاشتی ہوں۔ بے ساختگی یا نیند میں بھی تمہیں ہی پکار بیٹھتی ہوں، کیا کروں، عادت جو ہو گئی ہے ہر مشکل میں صرف تمہیں صدا دینے کی۔ مگر...... وہ یہ بات نہیں سمجھتا۔ اسے میرے آنسوؤں میں بھی تمہارا ہی عکس جھلملاتا دکھائی دیتا ہے، میری محبت کی جس خوشبو کو تم کبھی محسوس نہیں کر سکے وہی خوشبو اس کی سانسیں الجھا کر رکھ دیتی ہے، اسی لیے اس نے مجھے اپنی زندگی سے نکال کر پھینک دیا ہے۔ اور اب...... زندگی رخصتی کے آخری مراحل میں ہے۔

پچھلے پندرہ دنوں میں آدھے سے زیادہ جگر کٹ کٹ کر حلق کے راستے باہر آ گیا ہے، دیکھ لو عازی، میں ریزہ ریزہ ہو کر بھی تم سے ہاری نہیں ہوں۔ یقیناً میرے یہ الفاظ پڑھنے کے بعد تم روؤ گے، ہو سکتا ہے تمہیں مجھ پر غصہ بھی آئے، مگر...... یہ جدائی بھی ضروری تھی۔ میں نے طابی کی آنکھوں میں تمہارے لیے بہت سے خوبصورت جذبات مچلتے دیکھے ہیں، وہ بھی تمہیں کھو دینے سے خوفزدہ رہتی ہے، شاید اسی لیے اس نے مجھ پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے، میں اس کی آنکھوں میں وہ درد نہیں دیکھ سکتی عازی، جس نے میرا پورا وجود کھوکھلا کر ڈالا ہے، اسی لیے خود تمہیں اس کے سپرد کر رہی ہوں۔

تم ہمیشہ میرے رہے ہو۔ مگر اب تمہیں اس کا ہو کر رہنا ہے۔ میرے دکھوں کا سایہ میرے گھر والوں اور تمہاری زندگی پر نہ پڑے اسی لیے اپنا سب کچھ اونے پونے داموں فروخت کر کے واپس انگلینڈ کا ٹکٹ لے لیا ہے، وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ اچھا وقت گزارہ تھا۔ لہٰذا چاہتی ہوں کہ زندگی کی آخری شامیں بھی انہیں کے ساتھ بسر کر لوں، تمہاری یاد تو بہر حال ساتھ رہے گی۔ یہ لفظ تمہاری امانت تھے سو تمہارے سپرد کر رہی ہوں، مجھے معاف کر دینا عازی، تم نے کہا تھا ناں، میں تمہیں کھو کر پچھتاؤں گی، تم نے صحیح کہا تھا، میں تمہیں کھو کر پچھتا رہی ہوں، تمہارے بعد میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا، اسی لیے خود کو گنوا رہی ہوں، جانے زندگی ابھی اور کتنا تھکائے گی، میں تمہاری آنکھوں میں اپنے آنسو نہیں دیکھ سکتی عازی، اسی لیے دیار غیر میں بھٹکنا پسند کیا، زندگی میں آخری بار تم سے کچھ مانگنا ہے، پلیز مجھے مایوس مت کرنا، تمہیں تمہاری ثمرہ کی قسم عازی، میری زندگی کے بارے میں میرے گھر والوں کو کبھی کچھ مت بتانا، میرے کھو جانے کا ملال بھی مت کرنا، اور رطابہ کو وہ تمام خوشیاں دینا، جن پر اس کا حق ہے۔ مجھے یقین ہے تم میری قسم کا مان رکھو گے،، خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ (آمین۔)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

بدنصیب ثمرہ

خط اس کے ہاتھوں میں لرز رہا تھا اور وہ اندر ہی اندر مسمار ہوتے ہوئے جیسے اپنی روح کو جسم سے نکلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔

"نہیں...... تم میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ نہیں کر سکتیں۔ تم اتنی ظالم نہیں ہو سکتیں ثمرہ بخاری، تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں۔"

غم سے مغلوب ہو کر وہ چلایا تھا۔ تبھی رطابہ کی آنکھ کھل گئی۔

کھڑکی کے پاس بیٹھا وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اس کا پریشان ہونا لازمی تھا۔ تبھی جلدی سے ڈوپٹہ سنبھال کر وہ اس کے قریب آئی اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا۔ جیسے جیسے اس کی نظریں الفاظ پر دوڑتی گئیں، اس کا اپنا دل سکڑتا گیا۔ ثمرہ کے چہرے کی پیلاہٹ اور آنکھوں کی اداسی نگاہ میں گھوم گئی۔ صرف چند لمحوں میں اس کی اپنی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں۔ وہ اوزان سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی، اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا چاہتی تھی، مگر اس کے ہونٹوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس لمحے ٹوٹے ہوئے درخت کی مانند، کٹ کر وہ اوزان کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی۔ سر اس کے گھٹنوں پر ٹکاتے ہوئے وہ خود بھی اپنا اختیار کھو بیٹھی تھی۔ جس کی بھیگی ہوئی کرب چھلکاتی نگاہیں کھڑکی کے اس پار، تاروں بھرے آسمان پر جمی ہوئی تھیں، جہاں ایک مدت کے بعد وہ ستارہ روشن دکھائی دے رہا تھا، جس کی تلاش میں ثمرہ، بہت دیر تک جاگ کر لان میں بیٹھی رہتی تھی۔

تب اس کی آنکھ سے، اسی کی یاد میں ایک اور آنسو نکل کر، ٹھوڑی سے پھسلتے ہوئے رطابہ کے بالوں میں جذب ہو گیا اور اس نے جیسے تھک کر آہستہ سے پلکیں موند لیں۔ بے شک وہ ایک مرتبہ پھر اسے بہت بڑی مات سے دوچار کر گئی تھی۔

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY